REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۳۰ احسان ۱۳۳۹ھش | ۵ محرم ۱۳۸۰ھ | ۳۰ جون ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۶

علاقہ جموں و پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(۲)

مرتبہ مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ شہر

وادی پونچھ میں تبلیغی و تربیتی مشاغل

حسب پروگرام مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ مدراس مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ پونچھ کے ہمراہ چارکوٹ وغیرہ مقامات کا تبلیغی دورہ کر کے مورخہ ۱۳ جون کی شام کو جب شہر پونچھ ہوتے ہوئے سرکاری اڈہ پر احباب جماعت نے استقبال کیا اور خاکسار کے غریب خانہ پر فروکش ہوئے۔ مغرب و عشاء کی نماز مسجد احمدیہ میں پڑھی گئیں۔ بعد نماز واپس قیام گاہ پر چند عزیز از جماعت احباب سے تبادلہ خیالات ہوا۔

خاکسار نے امینی صاحب کے پونچھ پہنچنے سے ایک روز قبل ہی سارے شہر میں اشتہار چسپاں کر کے ۱۵ جون کی شام کے لئے امینی صاحب کی تقریر کا اعلان کر دیا تھا۔ دوسرے دن صبح ہی مکرم امینی صاحب نے حکیم محمد سعید صاحب مبلغ اور حوالدار محمد ابراہیم صاحب کو ساتھ لا کر جناب ڈی سی صاحب سے ملاقات کی۔ حسن اتفاق سے ملاقات کے وقت جناب ڈی سی صاحب کے پاس چند دیگر ذمہ دار سرکاری عہدیداران بھی بیٹھے جیسے حضرت غلام قادر صاحب تحصیلدار۔ خواجہ کبیر الدین صاحب نائب تحصیلدار پنڈت اوتار کرشن صاحب B. D. O. اور سردار گوردت سنگھ صاحب نائب تحصیلدار وغیرہم۔ ان سب کے سامنے امینی صاحب نے مسجد احمدیہ کی واگذاری کے سلسلہ میں مرکز کی طرف سے ڈی سی صاحب کا شکریہ ادا کر کے باقی حصہ کے انخلا کی بھی درخواست کی کہ ہماری جماعت نے اس مسجد کو جماعتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تعمیر کیا ہے تاکہ باہر سے آنے والے احباب اور مبلغین کو تکلیف نہ ہو۔ مرکز نے ہمارے حکیم صاحب کو پونچھ میں تبدیل کیا ہے۔ انہوں نے اپنا عیال بھی لانا ہے مگر رہائشی انتظامات نہ ہونے کے باعث رُکے ہوئے ہیں علاوہ ازیں اس وقت ہم اتنے آدمی فانی صاحب کے پاس پڑے ہیں۔ مگر ان کے پاس ایک ہی کمرہ ہے اور خود عیالدار ہیں ان کی مجبوری اپنی جگہ ہے لہٰذا ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری مجبوری کا احساس کرتے ہوئے مسجد کا بقیہ حصہ بھی جماعت کو دلا کر ممنون فرمائیں گے۔ امینی صاحب کی باتوں سے افسران بہت متاثر ہوئے اور جناب ڈی سی صاحب نے وعدہ فرمایا کہ ماسٹر غلام احمد صاحب ممبر اسمبلی کے آنے پر میں باقی حصہ بھی آپ کو دلا دوں گا۔

اسی روز شام کو چند غیر از جماعت احباب کو خاکسار نے چائے پر مدعو کیا۔ اس تقریب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امینی صاحب نے احمدیہ جماعت کے عقائد شرح و بسط سے بیان کئے۔ الحمد للہ سامعین نے اچھا اثر لیا۔

ایک جلسہ

عام اعلان کے مطابق ۱۵ جون کی شام کو مسجد احمدیہ میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر بھی پہلے روز تشریف لائے تھے چنانچہ انہوں نے بھی بازار میں تازہ اشتہارات لگائے۔ لاؤڈ سپیکر وغیرہ کا بھی باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ بازار میں عام منادی بھی کرائی گئی۔ اور پورے ۸ بجے شام مسجد احمدیہ میں زیر صدارت بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۸ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور مورخہ ۲۰ جون کو نخلہ تشریف لے گئے۔ حضور کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۶ جون بوقت دس بجے کی شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ:

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی رات نیند ٹھیک نہیں آئی

اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

قادیان ۲۴ جون۔ محترم مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے آج خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا وہ مضمون بھی سنایا جو اخبار بدر مورخہ ۹ جون میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور درویشان کو احمدیت کا کامل نمونہ بننے اور اپنے اندر روحانی انقلاب لانے کی تلقین کی۔

قادیان ۳ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال آج چار بجے کی گاڑی جنوبی ہند سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت نے مسجد مبارک کے سامنے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔

کی گئی۔ عام پبلک کے علاوہ ٹیچرز ٹریننگ سکول کے پیوپل ٹیچرز کالج کے طلبا خصوصیت سے تشریف لائے۔ خاکسار نے جلسہ کی غرض اور امینی صاحب کی تشریف آوری پر مختصر طور پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم امینی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ انہیں پونچھ میں اپنی احمدیہ مسجد میں حاضرین کو خطاب کرنے کا موقعہ

ملا۔ جبکہ گذشتہ بار یہ مسجد احمدیہ جماعت کے قبضہ میں نہ ہونے کے باعث اس میں نماز ادا کرنے سے محروم رہا۔

اس کے بعد آپ نے امن عالم کے لئے مختلف قسم کی مساعی کا تفصیل ذکر کرتے ہوئے قرآنی آیات سے ثابت کیا کہ جب تک یہ دنیا قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں اور قواعد پر عمل پیرا نہ ہوگی امن عالم کا حصول (باقی صفحہ [illegible] پر)

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ

اور

ایک سکھ دوست کی طرف سے مزید معلومات

نظارت ہذا کی طرف سے جناب سردار گنگا سنگھ صاحب آف کھیم کرن ضلع امرتسر کی خدمت میں کچھ لٹریچر بھجوایا گیا تھا جس میں ایک کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کی تھی۔ اس لٹریچر کی رسیدگی کی اطلاع دیتے ہوئے سردار صاحب نے بعض اور معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ جو ذیل میں [illegible] کی جاتی ہیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ کے صفحہ ۱۶۴ پر جو جاگیر بیس ہزار کی گورودوارہ صاحب حضور نانڈیڑ آپ نے ذکر کیا ہے اس بارہ میں عرض کروں کہ مجھے عرصہ ہندوستان سکندر آباد۔ حیدر آباد میں ۱۳۳۲ء میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہاں مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ ہز ہائی نس مہاراجہ سر کشن پرشاد وزیر اعظم حضرت نظام حیدر آباد کو تجویز کیا تھا کہ یہ جاگیر بیس ہزار سے کم کر کے پانچ ہزار روپیہ کر دی جائے۔ مگر اعلیٰحضرت نظام جو کہ موجودہ نظام صاحب کے والد ماجد تھے انہوں نے زبان جاری کیا کہ ٹھکر شری گورو گوبند سنگھ کے سکھ عوام۔ رؤسا راجہ مہاراجگان ہیں۔ مگر یہ فخر ہم ہی کو ہے کہ ان کا آخری مقام قلمرو حیدر آباد میں ہے اگر جاگیر بیس ہزار سے کم کر کے پانچ ہزار کر دی جائے تو افراجات کہاں سے مہیا ہوں گے لہٰذا فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ جاگیر بیس ہزار بدستور جاری رہے۔

غرض ہے کہ میرے عزیز رشتہ دار جناب گوبند پرشاد حضرت نظام کے شہزادگان کے نائب منصف تھے اور ان کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی تھی اور یہ مسل ریکارڈ میں ہے نوٹ فرما دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رواداری۔ بردباری۔ احترام و عقیدت اور اتحاد کا ایک نمونہ ہے۔

علاوہ اس کے آپ کو معلوم ہوگا کہ ۱۹۲۶ء میں ایک مشہور واقعہ بال سنگری کا نانڈیڑ میں ہوا جبکہ ایک مسلم کی قبر کھود کر اس کا مردہ دوسری جگہ دفنایا گیا اور وہ جگہ سکھوں کو دیدی گئی جہاں کہ اب گوردوارہ بال سنگری ہے اور مسلم ریاست یہاں ہے۔"

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ کا سفر جنوبی ہند

(از مکرم چوہدری مبارک علی صاحب واقف زندگی مبلغ سلسلہ احمدیہ)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۲۰ اپریل کو جنوبی ہند کے سفر کے لئے مع اپنی بیگم صاحبہ اور ہر دو صاحبزادیوں کے قادیان سے تشریف لے گئے اور ایک ماہ کے بعد مورخہ ۲۰ جون کو بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ اگرچہ آپ کا یہ سفر سیر کی غرض سے نجی قسم کا تھا۔ تاہم اپنا ہر لمحہ جہاں بھی ہوں اور جس جگہ بھی جائیں خدمت دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب کا محبوب مشغلہ ہے۔ چنانچہ اس سفر میں بھی جہاں موصوف کو ذاتی طور پر خدمت اشاعت دین کا ایک اچھا موقعہ ملا۔ وہاں احباب جماعت نے بھی اپنے یہاں آپ کی تشریف آوری سے روحانی استفادہ کیا۔ اور اب جبکہ اس بابرکت سفر کے بعض کوائف ہمارے سامنے ہیں امید ہے کہ دیگر احباب جماعت بھی ان سے لطف اندوز ہوں گے (ادارہ)

تین چار سال ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا یہ دورہ بفضلہ تعالیٰ ہر رنگ میں کامیاب رہا۔ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خاص فرد کی تشریف آوری سے جماعتوں میں خاص بیداری پیدا ہوئی۔ تقسیم کے بعد مرکز احمدیت ہندوستان کی جماعتوں سے ایک کنارے پر رہ گیا۔ اور جماعت کے ہر فرد کے لئے ممکن نہیں کہ وہ مرکز میں آکر شعائر اللہ کی زیارت سے مستفید ہو سکے۔ اس لئے محترم صاحبزادہ صاحب کے دورہ کے بعد جنوبی ہند کی بعض جماعتوں نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی کہ اگر محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی ان جماعتوں کا دورہ کریں تو یہ چیز جماعت کی مستورات میں بھی بیداری کا موجب ہو سکتی ہے۔ بالخصوص جبکہ آپ نجیب الطرفین صاحبزادی ہیں۔ چنانچہ حضور نے ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اپنی بیگم صاحبہ و ہر دو صاحبزادیوں کے مورخہ ۲۰/۴ کو قادیان سے جنوبی ہند کے سفر پر روانہ ہوئے۔ خاکسار کو اس سارے سفر میں قافلہ کی معیت اور خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ اس لئے احباب جماعت کی دلچسپی کے لئے اس سفر کے بعض ضروری کوائف کو مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

قادیان سے ۲۰/۴ کو روانہ ہو کر ۲۲/۴ کو بمبئی پہنچے۔ جماعت احمدیہ بمبئی اور مستورات نے سٹیشن پر ہی استقبال کیا اور ۲۵/۴ تک مکرم مولوی شمیم اللہ صاحب کے پاس الحق بلڈنگ میں ہی قیام رہا۔ جماعت کی طرف سے مختلف مقامات کا انتظام کیا گیا۔ تقریباً چالیس کے قریب غیر احمدی معززین کو مدعو کیا گیا جو بمبئی کی مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان سے قبل محترم میاں صاحب نے حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے ان کو نہایت دلنشیں رنگ میں جماعت کے عقائد۔ نظام۔ اور اشاعت اسلام کے کام سے متعارف کروایا۔

جماعت احمدیہ بمبئی کی تعداد ملکی تقسیم کے بعد اگرچہ بہت کم رہ گئی ہے۔ مگر مکرم مولوی شمیم اللہ صاحب مبلغ بمبئی کی ذاتی کوشش اور جماعت کے بعض دوسرے مخلصین کی ہمت سے اس قسم کا تبلیغی پروگرام خاصہ کامیاب رہا۔ اور بمبئی کی ایک تاجر قوم کے سرکردہ ممبران کو احمدیت کا پیغام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خاص فرد کی زبان سے سننے کا موقع پیدا کیا گیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس کے علاوہ ایک تربیتی اجلاس ہوا۔ جس میں موصوف نے احباب جماعت کو موجودہ حالات میں زیادہ توجہ اور ذمہ داری سے خدمت دین بجا لانے کی تلقین کی۔

روانگی شموگہ مورخہ ۲۵/۴ کو براستہ پونا شموگہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں جس جس مقام پر جماعتیں موجود تھیں ان کو پہلے از وقت اطلاع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بیلگام۔ ہبلی۔ دھارواڑ کے دوستوں کے علاوہ مستورات اور اطفال بھی ریلوے سٹیشنوں پر موجود تھے۔ مجھے محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے ہدایت کر دی گئی تھی کہ جس جگہ جماعت موجود ہو۔ خواہ گاڑی رات کے کسی حصہ میں پہنچے ان کو اطلاع کر دی جائے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو محبت و عشق ہے اس کا اندازہ ہر مخلص احمدی بخوبی کر سکتا ہے۔ وہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رات کے بارہ بجے یا صبح کے دو بجے کا وقت اپنے پیارے امام کے لخت جگر کی زیارت کے لئے ہر سٹیشن پر جہاں جماعت تھی احباب جماعت مع اہل و عیال موجود تھے۔ ادھر ساری رات نہ میاں صاحب اور نہ ہی آپ کی بیگم صاحبہ نے آرام فرمایا۔ بلکہ ہر سٹیشن پر میاں صاحب ڈبے سے باہر تشریف لے آتے اور مستورات محترمہ بیگم صاحبہ سے شرف ملاقات کے لئے اندر تشریف لے جاتیں۔ مورخہ ۲۶/۴ کو صبح ۸ بجے ہریہر جو شموگہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ احباب جماعت شموگہ استقبال کے لئے حاضر تھے ہریہر سے شموگہ تک کار میں سفر کیا گیا۔ شموگہ میں ۳۰/۴ تک قیام رہا۔ شموگہ میں مکرم سید مدار صاحب ابن میر کلیم اللہ صاحب پریذیڈنٹ آر۔ ایم موٹر سروس کے ہاں قیام رہا۔ اور اس موقعہ پر میر صاحب موصوف کے پوتے کی تقریب نکاح عمل میں آئی۔ اس وقت غیر احمدی معززین بھی مدعو تھے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ غیر احمدی معززین نے جماعت احمدیہ کی نکاح کی سادہ قسم کی تقریب اور پر معارف خطبہ نکاح کو بہت ہی پسند فرمایا۔

شموگہ میں قیام کے دوران میں اگرچہ جماعت کے ہر فرد نے بڑے ہی خلوص اور محبت سے اس مقدس قافلہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ مگر خاندان میر کلیم اللہ صاحب کے چھوٹے بڑے افراد و مستورات کی محبت اور اخلاص کا رنگ ہی نرالا تھا۔ اس کے علاوہ مکرم عبد الرزاق صاحب احمدی نے نہ صرف قیام شموگہ کے دوران ہی بلکہ بنگلور اور میسور تک اپنی کار پیش کی۔ جس کی وجہ سے بہت آسانی رہی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

مورخہ ۳۰/۴ کی صبح کو بذریعہ کار شموگہ سے روانہ ہو کر شام کو بنگلور پہنچے۔ دو دن مکرم ایم بشیر احمد صاحب ابن موسیٰ رضا صاحب مرحوم کے ہاں ایک روز الحاج مکرم پی ایم عبد الرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ بنگلور کے ہاں قیام رہا۔

جلسہ لجنہ اماء اللہ بنگلور بنگلور میں قیام کے دوران لجنہ اماء اللہ بنگلور کا جلسہ زیر صدارت نصرت بیگم صاحبہ ہوا۔ جس میں شہر کی غیر احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔ اس موقعہ پر بیگم صاحبہ نے بھی خطاب فرمایا۔

روانگی برائے میسور مورخہ ۳/۵ کو میسور کے لئے بذریعہ کار روانگی ہوئی۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ بنگلور سے بھی مکرم عبد الرزاق صاحب احمدی نے اپنی کار پیش کی تھی۔ اور مکرم عبد القادر صاحب پاشا ابن [illegible] صاحب شموگہ نے DRIVING کے فرائض انجام دینے کا شرف حاصل کیا۔ چنانچہ راستہ میں سرنگا پٹم وغیرہ سے سلطان ٹیپو مرحوم کے مزارات اور محلات کو دیکھتے ہوئے شام تک بندرابن گارڈن پہنچے۔

یوں تو علاقہ میسور سارا ہی بڑا خوبصورت ہے۔ اور اس سارے علاقہ کو بجا طور پر Scenery کہا جا سکتا ہے۔ مگر بنگلور اور میسور شہر کے علاوہ بندرابن گارڈن بہترین سیرگاہ بنائی گئی ہے۔ سارا باغ فواروں اور روشنی سے مزین کیا گیا ہے۔ سڑکوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نالیاں ہیں۔ اور نالیوں میں مختلف رنگوں کے Electric Tubes لگائے گئے ہیں۔ جو رات کے وقت عجیب قسم کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے کنارے ایک خوبصورت سرکاری ہوٹل ہے۔ جس میں مکرم ایم۔ ایم بشیر احمد صاحب نے گورنمنٹ آف میسور کی وساطت سے قافلہ کے قیام کے لئے پہلے ہی اجازت لے رکھی تھی۔ ایک دن اور دو شب یہاں ہی قیام رہا۔ اور مورخہ ۵/۵ کو بذریعہ کار مرکرہ روانہ ہوئے۔ جنوبی ہند میں اوٹی کے علاوہ مرکرہ کو بھی Hill Station کہا جا سکتا ہے۔ یہ مقام کرگ ریاست کا مرکز رہا ہے۔ اب میسور میں شامل کیا گیا ہے۔ کرگ کے علاقہ کی آب و ہوا صحت کے لحاظ سے سارے جنوبی ہند میں بہتر ہے اس علاقہ کی اکثر آبادی ایسی ہے جو فوج میں ملازم ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے موجودہ و سابق کمانڈر انچیف دونوں مرکرہ کے رہنے والے ہیں۔ کرگ کا سارا علاقہ Coffee کے باغات سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس علاقہ میں آمد کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ مرکرہ سے پی۔ ایچ اسمٰعیل صاحب معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے میسور میں تشریف لے آئے تھے۔ اور مرکرہ میں بھی رہائش اور خوراک وغیرہ کا انتظام ان کی ہی زیر نگرانی رہا۔

مرکرہ میں تربیتی جلسہ مرکرہ میں جماعت کی طرف سے ممبران قافلہ کو عصرانہ دیا گیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ اور مرکرہ میں جماعت کی ترقی کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز فرمایا کہ جب تک ہر احمدی اپنے اندر نیک تبدیلی نہیں کرے گا۔ اس وقت تک وہ غیروں کے لئے ایسا نمونہ نہیں بن سکتے۔ جسے دیکھ کر غیر بھی ہماری طرف کھنچے چلے آئیں۔

۸/۵ کی صبح کو بذریعہ کار بنگلور روانہ ہوئے۔ [illegible] علاقہ ملابار کے مکرم کمال الدین صاحب نائب [illegible]

بدعات کو اختیار کرنا بالکل ناجائز ہے

(اور)

اس سے قوم کو سخت نقصان پہنچتا ہے

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۹ اگست ۱۹۴۲ء بعد نماز مغرب قادیان

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ درج ذیل ملفوظات حال ہی میں اخبار الفضل میں شائع ہوئے ہیں جنہیں خطبہ جمعہ کی جگہ افادہ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

فرمایا۔ آج ایک دوست نے

سوال کیا ہے

کہ میرے لڑکے کی شادی کی کسی جگہ بات چیت ہو رہی ہے مگر لڑکی والوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اتنا مہر دو۔ اتنی جائداد لڑکی کے نام کر دو۔ اور پھر جب شادی کے لئے آؤ تو باجہ ساتھ لاؤ۔ اور اس دوست نے مجھ سے پوچھا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان شرائط پر رشتہ کر لیا جائے انہی دنوں میں ایک اور اسی قسم کا سوال لاہور سے بھی ہوا ہے۔ وہاں سیالکوٹ سے ایک برات آئی جو باجہ ساتھ لائی جماعت احمدیہ لاہور کے امیر کو اس شادی میں شرکت کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ جب تک باجہ نہ ہٹایا جائے میں شریک نہیں ہوں گا۔ اس پر برات والوں میں سے کسی نے میرا کوئی فتویٰ نکال کر دکھایا کہ باجہ بجانا جائز ہے۔ اور اب مجھ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ آیا امیر جماعت لاہور کا یہ فعل جائز تھا یا ناجائز؟ جبکہ میرا جواز کا کوئی فتویٰ موجود ہے

جہاں تک مجھے یاد ہے

میں نے کبھی کوئی ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ برات کے ساتھ باجے لے جانے کی اجازت ہے۔ یہ ممکن ہے میں نے یہ کہا ہو کہ نکاح کے موقعہ پر باجا بجانا جائز ہے۔ مگر اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ ایسی تقریبوں پر ڈوم میراثی وغیرہ مکان کے دروازے پر جمع ہو کر گا بجا لیتے ہیں لیکن باجہ والوں کو خود ساتھ لے کر بیاہنے کے لئے جانے کے یہ معنے ہیں کہ پہلے مانشوں کی جماعت خود ڈوم میراثی بن کر جائے اور جو شخص میری تحریر کے یہ معنی لیتا ہے کہ

برات کے ساتھ باجہ لے جانا

جائز ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ ہر شخص طہارت کے وقت اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کوئی شخص پاخانہ ہاتھ میں اٹھا کر بازار میں بھی آ سکتا ہے۔ میراثیوں۔ ڈوموں اور باجہ والوں کو خود ساتھ لے کر جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی خود اپنے سر پر جوتیاں مروائے۔ کسی فعل کے کسی خاص موقعہ پر جائز ہونے کے یہ معنے کسی طرح نہیں ہو سکتے کہ وہ ہر موقعہ پر جائز ہے۔ جیسے

مجبوری کے ماتحت

طہارت کے لئے پاخانہ کو ہاتھ لگانا تو جائز ہے مگر پاخانہ کو ہاتھ میں پکڑ کر بازار میں چلے جانے کو کوئی عقلمند جائز اور درست نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ بعض حالتوں میں تو دعائیں کرنا بھی ناجائز ہوتا ہے۔ حالانکہ دعا پر اسلام نے کتنا زور دیا ہے۔ مثلاً کسی کے مر جانے کے بعد بطور رسم جو دعا کی جاتی ہے۔ گھر والے صف بچھا کر بیٹھ جاتے اور دوسرے لوگ آتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں مگر ہم اسے جائز نہیں سمجھتے۔ اس موقعہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں حالانکہ

سورۃ فاتحہ وہ سورۃ ہے

جو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے پس میری کسی تحریر سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ باجا بجانا ہر موقعہ پر اور ہر حالت میں جائز ہے ہرگز درست نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی ہر موقعہ پر پڑھنا جائز نہیں جب وہ سورۃ بھی جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ام القرآن قرار دیا ہے اور جس میں ایسے ایسے معارف ہیں کہ جن کی شان کا بیان انسان کے فہم اور ذہن سے بالا ہے۔ اور خدا ہی ہے جو اس کی عظمت اور خوبی کو بیان کر سکے۔ ہر ماتم کے موقعہ پر اس کا پڑھا جانا ہم جائز نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ

یہ بدعت ہے

تو باجہ کو ہر موقعہ پر بجانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح وغیرہ کے موقعہ پر اعلان کے لئے اگر باجہ وغیرہ بجا لیا جائے تو حرج نہیں۔ مگر اسے ایسا فرض قرار دینا کہ اگر باجہ ساتھ نہ ہو تو نکاح ہی نہ کیا جا سکے گا یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ جسے کوئی شریف آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ دنیا میں میاں بیوی کو آپس میں محبت ہوتی ہے ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کرتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں جس جگہ گلاس کو منہ لگا کر پانی پیتی تھی بعض دفعہ اظہار محبت کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اب دیکھو

یہ کتنی اچھی بات ہے

مگر یہی پیار اور محبت جب بعض یورپین لوگ برسرِ عام کرتے ہیں تو لوگ اس کی کس قدر مذمت کرتے اور اسے بے حیائی قرار دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ادیب اس مضمون کو عجیب عجیب پیرایہ میں بیان کرتے ہیں وہ اپنے محبوب کو لکھتے ہیں۔ کہ میں نے فلاں چیز کو چوما ہے تم بھی اسے چومو۔ یا میں نے چاند دیکھا ہے تم بھی اسے دیکھو۔ گویا وہ اپنے محبوب سے اظہار محبت کے مضمون کو ادا کرنے کے لئے نئے نئے محاورے استعمال کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

اپنے عمل سے

اس کا نمونہ دکھایا ہے کہ جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گلاس کو منہ لگا کر پانی پیا۔ آپ نے بھی وہیں اپنے ہونٹ لگائے۔ تا تالیف قلب ہو۔ اور محبت بڑھے۔ اور یہ بہت اچھی بات ہے۔ کہ میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے والی صورتیں اختیار کی جائیں۔ لیکن اگر انہی جذبات کا اظہار اور آپس میں اظہارِ محبت برسرِ عام کیا جائے۔ تو یہی چیز قابل اعتراض ہو جائے گی۔ تو جائز بات بھی اپنے موقعہ کے لحاظ سے جائز اور پسندیدہ ہوتی ہے۔ ہر جگہ نہیں۔ میری کسی تحریر سے

برات کے ساتھ باجہ

لے کر جانے کا جواز لینا بالکل غلط ہے کجا یہ کہ شادی کی تقریب پر ڈوم یا میراثی وغیرہ مکان کی ڈیوڑھی پر آ کر باجہ وغیرہ بجانے لگیں۔ اور کجا یہ کہ خود میراثیوں اور ڈوموں کو ساتھ لے کر کوئی دوسرے شہر میں پہنچے۔ ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور خود ڈھول کو ساتھ لے کر جانے کے تو یہ معنے ہیں کہ گویا انسان خود اس بات کا اعلان کرے کہ ہم بھی اسی طائفہ میں سے ہیں۔ اپنے مکان پر پاخانہ کا پاٹ صاف کرنے کے لئے ہر شخص چوہڑے کو گھر پر بلاتا ہے مگر کیا کوئی شریف آدمی چوہڑے کے سر پر پاٹ اٹھوا کر اس کے ساتھ سارے شہر میں بھی پھرا کرتا ہے۔ جو فرق ان دونوں باتوں میں ہے وہی ڈیوڑھی پر پہنچ کر میراثیوں اور ڈوموں کے گا بجا لینے اور خود باجہ والوں کو ساتھ لے کر دوسرے گھر محلہ یا دوسرے شہر میں شادی کے لئے جانے میں ہے۔ اور یہ تو شریعت کا سوال نہیں بلکہ

فطرت صحیحہ کا سوال

ہے۔ ایسے لوگوں کو خود ساتھ لے کر چلنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا تو ایسے شرم کی بات ہے کہ اس سے بہتر ہے۔ آدمی ڈوب کر مر جائے میرے لئے کوئی ایسا موقعہ آ جائے۔ تو شاید میرا تو ہارٹ فیل ہو جائے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ نکاح کے موقعہ پر باجہ بجانے کی اجازت ہے ان کو

یاد رکھنا چاہیئے

کہ اس اجازت کے یہ معنے نہیں کہ برات کے ساتھ باجہ لے کر دوسرے شہر یا دوسرے کے مکان پر جانے کی بھی اجازت ہے جس طرح اپنے پاخانہ کو دھونا تو ضروری ہے۔ لیکن کیا کوئی عقلمند پاخانہ اٹھا کر بازار میں بھی لے آتا ہے اور باجہ والوں کو ساتھ لے کر چلنا میرے نزدیک ویسا ہی ہے۔ جیسے کوئی پاخانہ اٹھا کر بازار میں لے آئے۔ اور جس شخص نے ایسا مطالبہ کیا ہے۔ کہ میرے ہاں شادی کے لئے آؤ تو باجہ ساتھ لاؤ اس نے فطرت صحیحہ کے خلاف حرکت کی ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ باجہ بجانا واجب ہے۔ تو بھی اس کے یہ معنے کہاں سے نکل آئے کہ ضرور بجایا جائے۔ اور جب ایسی صورت ہو جائے کہ ایک

ضرورت کے وقت

جائز صورت کو خواہ مخواہ ضروری قرار دیا جائے۔ تو پھر تو جائز چیز بھی ناجائز ہو جایا کرتی ہے۔ اور ایسی صورت پیدا ہو

کا کرنا درست نہیں ہوتا۔ پس میرا تو اس قسم کا کوئی فتویٰ نہیں کہ اس طرح باجہ ساتھ بجانا جائز ہے۔ لیکن اگر علماء میں سے کسی نے یہ رائے دی ہے تو اس نے غلطی کی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر بڑے آدمی کے منہ سے جو بات نکلے اسے درست ہی مان لیا جائے۔ بلکہ اس صورت میں کہ کوئی کہے کہ جب تک برات کے ساتھ باجہ نہ لایا جائے ہم شادی نہیں کریں گے اگر باجہ بجانا جائز بھی ہو تو بھی ناجائز ہو جائے گا۔

شادی کے موقعہ پر بیوی کے لئے کپڑے وغیرہ دینا سنت ہے۔ لیکن اگر کوئی لڑکی والا یہ شرط کرے کہ اتنے کپڑے دو۔ اور اتنا زیور لاؤ۔ تو یہ بھی ناجائز ہے اس کے سوا اگر کوئی بھی شرط کی جائے۔ تو وہ ناجائز ہے اور وہ نکاح نکاح نہیں رہے گا۔ بلکہ حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ شریعت نے نکاح کے لئے

صرف مہر کو ہی ضروری قرار دیا ہے

اور جو شخص اس کے علاوہ شرائط پیش کرتا ہے۔ وہ گویا نئی شریعت بناتا ہے میرے نکاح کے موقعہ پر دفتر والوں نے مجھے زور دیا کہ مٹھائی دیں۔ مگر میں نے کہا کہ یہ جائز نہیں یہ چند روپوں کا سوال نہیں بلکہ شریعت کے احترام کا سوال ہے شریعت نے ولیمہ کی صورت میں نکاح ہونے کے بعد ولیمہ رکھا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں اس لئے میں مٹھائی وغیرہ کو جائز نہیں سمجھتا۔ ایسی باتیں قوم کے لئے نقصان کا موجب ہو جایا کرتی ہیں۔ جب ایک شخص مٹھائی کھلاتا ہے۔ تو پھر دوسرے بھی اس کو ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ اور پھر ہر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایسی چیزیں قوم پر بار اور مصیبت بن جایا کرتی ہیں۔ اور اس طرح چونکہ شادیوں وغیرہ پر خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے اسلئے لوگ آہستہ آہستہ شادیاں کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یورپ میں دیکھ لو فیشن کے مطابق کپڑوں اور سنگار کے سامان گوٹ اور ہیٹ اور گلوبند اور دستانے پر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ایک عورت کہتی ہے فلاں کی گون ایسی ہے مجھے بھی ویسی چاہئے۔ فلاں کے گلوبند ایسے ہیں میں بھی ویسے ہی لوں گی اس طرح یہ چیزیں وبال جان بن گئی ہیں

لطیفہ مشہور ہے

کہ ایک عورت پیرس کے بازار میں گھوم رہی تھی۔ چند ہی منٹ قبل اس نے ایک ٹوپی خریدی تھی جس کے متعلق وہ سمجھتی تھی کہ یہ فیشن کے مطابق ہے۔ وہاں بعض عورتیں ایسی سمجھی جاتی ہیں کہ گویا وہ جدید ترین فیشن کا معیار ہیں۔ یہ عورت اپنی ٹوپی لے کر چلی جا رہی تھی کہ اسے کوئی فیشن کے معیار والی عورت نظر آئی اور پہلی عورت نے دیکھا کہ اس کے سر پر اور قسم کی ٹوپی ہے۔ اس لئے اس نے اپنی ٹوپی جو چند ہی منٹ قبل اس نے خریدی تھی۔ سر سے اتار کر رومال میں لپیٹ لی تا وہ فیشن کے معیار والی عورت اسے پرانے فیشن کی عورت خیال نہ کرے۔ تو ان چیزوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اول تو یورپ میں لوگ شادی کرتے ہی نہیں۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو جوانی میں نہیں کرتے۔ جو شادی کا اصل زمانہ ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ پہلے کچھ زندگی تو آرام سے بسر کر لیں پھر شادی کریں گے۔ گویا وہ شادی کو ایک آفت اور مصیبت سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس لئے بہت کم لوگ شادی کرتے ہیں۔ اس کا ایک خطرناک نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ آبادی بہت گھٹ گئی ہے پچاس سال کے اندر اندر فرانس کی آبادی ایک کروڑ کم ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہٹلر اور مسولینی نے جرمنی اور اٹلی میں شادی کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے کنوارے رہنے والوں پر بھاری ٹیکس لگائے۔ تا وہ شادی کریں۔ فرانس میں بھی جنگ کے قریب زمانہ میں ایسے قوانین بنائے گئے۔ مگر قلیل عرصہ میں ان سے فرانس کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکا۔ پس شادی کے موقعہ پر شریعت نے جن باتوں کو ضروری قرار دیا ہے ان کے سوا

بدعات کو اختیار کرنا بالکل ناجائز ہے

اور اس سے قوم کو سخت نقصان پہنچتا ہے اگر کوئی ناجائز طور پر روپیہ کا بھی خرچ کرتا ہے۔ تو دوسرا اسے دیکھ کر وہ آنے کرے گا۔ تیسرا پانچ آنے چوتھا آٹھ آنے اور اس طرح بڑھتے بڑھتے یہی چیز قوم کے لئے ایک مصیبت بن جائے گی۔ شادی کے بعد صرف ولیمہ شریعت نے جائز رکھا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ولیمہ تین دن ہے۔ اس کے بعض لوگ یہ معنے بھی کرتے ہیں کہ ولیمہ تین روز کے اندر اندر ہو سکتا ہے۔ یعنی اس عرصہ کے اندر اندر ولیمہ کر دیا جائے۔ مگر دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ دعوت ولیمہ تین روز سے زیادہ ممتد نہیں ہونا چاہئے۔ اس دعوت ولیمہ کو اور بڑھاتے جانا یا پھر مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرنا یہ سب بدعات ہیں۔ جن سے پرہیز لازم ہے اسی طرح کپڑے وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لڑکے کے رشتہ دار کہتے ہیں۔ ہمارے

کپڑے نہیں دیئے گئے فلاں کے لئے نہیں دیئے۔ یہ سب ایسی بدعات ہیں۔ جنہوں نے قوم کو مصیبت میں ڈال دیا ہے اور لوگوں کو برباد کرنے والی باتیں ہیں

ان کا نتیجہ یہ ہوا ہے

کہ مسلمان تباہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کی جائیدادیں آج ہند کے ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے جائز دعوتوں کو حرام صورتوں میں تبدیل کر لیا۔ اسی طرح یہ باجہ کا سوال ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف شریعت کا اور جائز ناجائز کا سوال نہیں بلکہ فطرت صحیحہ کا سوال ہے۔ باجہ والوں کو ساتھ لے کر چلنا تو بڑی بات ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر باجہ والے بازار میں آگے جا رہے ہوں اور میں آگے جا رہا ہوں تو میرے لئے اس صورت میں بھی چلنا پھرنا دوبھر ہو جائے۔

(الفضل ۱۲ ۶/۹)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا جنوبی ہند کا سفر (بقیہ صفحہ ۲)

اپنی بھانجی کی شادی کے موقع پر محترم صاحبزادہ صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ کو مدعو کیا تھا مگر کہ یہ بھی مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ علاقہ مالابار قافلہ کے استقبال کیلئے آ پہنچے تھے۔ تقریباً ۸ بجے منگلور پہنچے اور بذریعہ ٹرین قصبہ موگرال کیلئے روانہ ہو گئے۔ علاقہ مالابار کی زبان اور مخصوص قسم کی غذا اور گرم آب و ہوا کی وجہ سے مجھے خدشہ تھا کہ ہمارے مقدس مہمانوں کو اس علاقہ کے سفر اور قیام میں تکلیف ہوگی۔ مگر ہمارے بزرگ مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ انچارج علاقہ مالابار کے حسن انتظام اور احباب جماعت کی محبت اور عقیدت نے محسوس بھی نہیں ہونے دیا کہ ہم کسی ایسے علاقہ میں آئے ہیں جہاں کا سارا ماحول ہمارے ماحول سے بہت مختلف ہے۔ ہندوستان میں مالابار کا علاقہ ہی ایک ایسا ہے جہاں کمیونزم کے اثرات بہت جلد قبول کر لئے گئے ہیں۔ بلکہ یوں کہیئے کہ یہ سارا علاقہ کمیونزم کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ کمیونزم کا دلدادہ جس کے نزدیک مذہب ایک افیون کی حیثیت رکھتا ہے کبھی بھی کسی مذہبی یا روحانی بزرگ کی عزت یا اس عقیدت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ مگر قربان جائیے اس زمانہ کے مصلح اور مہدی کی قوت قدسی کے جس نے ایسے آزاد خیال علاقہ میں بھی ایسی جماعت پیدا کر دی جو اپنے عمل اور اخلاص کے لحاظ سے جنوبی ہند کی تمام جماعتوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ یہ لوگ اپنے پیارے امام کے لخت جگر کے اردگرد ایسے جمع ہو جاتے رہے جیسے شمع کے گرد پروانے ان میں اکثر مرد و زن محترم میاں صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ کی زبان سے واقف اور نہ ہی اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار زبان سے کر سکنے کے قابل تھے۔ کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی اس زبان سے واقف نہ تھا۔ مگر ان کی آبدیدہ اور خلوص بھری ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ یہ لوگ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کی آمد پر کس قدر خوش ہیں۔ الحمد للہ ایک طرف اس علاقہ میں آزادی اور دوسری طرف امام وقت کی جماعت کی اطاعت اور عقیدت کا منظر دیکھ کر ایک قسم کا روحانی لطف محسوس ہوتا تھا اور اپنے ایمان میں ترقی ہوتی تھی کہ کس طرح دہریت کے سیلاب کے مقابل اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان اور آپکی پاک جماعت کے لئے مقدر ہو چکا ہے

موگرال میں مکرم صدیق ایم علی صاحب کا ایک ہی خاندان احمدی ہے اس لئے اس قافلہ کی آمد کی خوشی عید سے کم نہ تھی۔ انہوں نے اپنی ہمت سے بڑھ کر خدمت بجا لائی۔ دوسرے روز پینگاڈی کیلئے بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے۔ پینگاڈی میں ہماری جماعت کی تعداد غالباً مالابار کی تمام جماعتوں سے زیادہ ہے۔ ریلوے سٹیشن احمدی مرد و زن اور اطفال سے بھرا ہوا تھا۔ گاڑی ٹھہرتے ہی تمام مرد و زن گاڑی کی طرف ایسے لپکے جیسے پروانہ شمع کی طرف۔ دوسرے مسافر تو یقیناً یہ سمجھے ہوں گے۔ کہ شاید اس علاقہ کی کسی کمیونسٹ پارٹی کا بہت بڑا لیڈر ہے مگر ان کو یہ جان کر یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔ کہ یہ روحانی لشکر میں جو ایسے دولہے ہیں جو اپنے روحانی پیشوا کے لخت جگر کی زیارت کیلئے بھاگے جا رہے ہیں پینگاڈی میں تین دن قیام رہا۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ ایک تربیتی اجلاس ہوا اور کئی نکاحوں کے اعلانات ہوئے۔ تربیتی اجلاس میں محترم صاحبزادہ صاحب نے جماعت کے نام ایک پیغام دیا جسے لوکل جماعت نے Tape record کرنے کا انتظام کیا تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب اور دوسرے افراد قافلہ کئی ایک نکاح کی دعوت پر گئے مگر سچی محبت اور عقیدت بھی عجیب چیز ہوتی ہے ہر خاندان نے اس مبارک وجود سے روحانی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور قافلہ کے قیام کے دوران جب بھی کوئی نکاح طے ہوئے اور ان کا اعلان صاحبزادہ صاحب کے ذریعہ کروایا گیا تو یہ لطیفہ مگر اس سے اپنے پیارے امام کے لخت جگر اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک دوست جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں مجھے آ کر کہنے لگے چوہدری صاحب میری بیوی مجھ سے دریافت کرنے لگی ہے کہ جس طرح بیعت دوبارہ ہو سکتی ہے یعنی تبرکاً کسی بزرگ کے ہاتھ پر پہلے سے بیعت کنندہ دوبارہ بیعت کر سکتا ہے کیا ہم بھی محترم صاحبزادہ صاحب سے تبرکاً اپنے نکاح کا دوسری بار اعلان نہیں کروا سکتے (گویا اس دوست کی شادی ہو چکی ہے) گویا جماعت کا ہر دوست اپنے لئے اس قافلہ کو ایک نعمت سمجھتا تھا اور اس سے برکت حاصل کرنے کیلئے بے چین تھا۔ وہ لوگ جو محبت اور عقیدت کے اس گوہر سے ناواقف ہیں۔ اور ان کے نزدیک ایسی عقیدت اندھی تقلید اور پیر پرستی سمجھی جاتی ہے ان کو ایسے نظارے دیکھنے کے بعد یہ ماننا ہی پڑے گا۔ کہ دہریت اور مادہ پرستی سے بچاؤ کی اب یہی صورت ہے کہ انسان کسی روحانی شخصیت کا دامن تھام کر اپنے خالق حقیقی سے تعلق پیدا کرے اور یہی اس عقیدت کا ایسا اثر ہوگا کہ مادہ پرستی کے تمام نعرے سرنگوں ہو گئے۔

(باقی)

عید الاضحیٰ کی تعیین کے متعلق ایک علمی اور عملی مسئلہ

عید مکہ مکرمہ کی رؤیت کی بناء پر منائی جائے یا کہ اپنے علاقہ کی رؤیت کے مطابق؟

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی)

چونکہ قمری مہینہ کی پہلی رات کے چاند کی رؤیت میں مختلف ملکوں اور مختلف علاقوں میں ایک عموماً دن یا ایک دن یا دو دن کا فرق ہوتا ہے۔ اور اس سال مکہ مکرمہ اور مغربی پاکستان کی رؤیت میں دو دن کا فرق پیدا ہو گیا تھا (گو عرب اور پاکستان میں دو دن کا فرق سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ ان ملکوں میں فاصلہ زیادہ نہیں) اس وجہ سے نیز بعض دوسری وجوہات کی بناء پر اس سال خصوصیت سے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہؤا ہے کہ چونکہ حج مکہ مکرمہ کے ساتھ مخصوص ہے اور دنیا بھر میں صرف ایک ہی جگہ ہوتا ہے۔ اور عید الاضحیٰ کی نماز گویا حج ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ملحق ہو کر آتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کیوں نہ عالم اسلامی میں یک جہتی اور یک آہنگی پیدا کرنے اور یوم حج کی دعاؤں میں عالمگیر شرکت کا رستہ کھولنے کی غرض سے ہر جگہ عید الاضحیٰ کی تاریخ مکہ مکرمہ کی رؤیت کے مطابق مقرر کی جائے؟ خصوصاً جبکہ آجکل تار اور ٹیلیفون اور ریڈیو اور وائرلیس کے ذریعہ اطلاعات کا نظام بھی بہت وسیع اور بے حد سریع ہو گیا ہے

اس کے مقابل پر اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ چونکہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تقریبات کی بنیاد شریعت اسلامی میں قطعی طور پر قمری نظام اور رؤیت ہلال پر رکھی گئی ہے اور نئے چاند کی رؤیت لازماً ہر ملک میں کسی قدر مختلف ہوتی ہے اور عید الفطر کے متعلق تو حدیث میں خصوصیت کے ساتھ صراحت آتی ہے کہ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ۔ یعنی روزے رمضان کے چاند کی رؤیت سے شروع کرو اور عید الفطر بھی شوال کے چاند کی رؤیت کے مطابق مناؤ۔ اور عید الاضحیٰ بھی اسی اصول کے مطابق قمری نظام اور رؤیت ہلال پر مبنی قرار دی گئی ہے۔ اس لئے جیسا کہ چودہ سو سال سے آج تک بلا استثناء ہر اسلامی ملک میں ہوتا آیا ہے عید الاضحیٰ بھی اپنے علاقہ کی رؤیت کے مطابق منانی ضروری ہے۔ ورنہ شریعت کے ایک بنیادی اصول میں جو سہولتِ عامہ کی بناء پر مقرر کیا گیا ہے رخنہ پیدا ہو جائے گا۔ اور غیر حاجیوں نے تو بہر حال یوم حج کی دعائیں اپنی اپنی جگہ پر ہی کرنی ہوتی ہیں جو بغیر بھی یوم حج کے مطابق اپنے اپنے گھروں میں کی جا سکتی ہیں اور بہ عاجز اسی طریق پر عامل رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

سو چونکہ یہ ایک اہم اور نازک سوال ہے اور صدیوں کے رائج شدہ طریق کو بدلنا بڑے خطرہ کا رستہ ہے اور اس کے بدلنے میں شریعت کے بیان کردہ قمری نظام اور علاقائی رؤیت ہلال کے اصول میں رخنہ پیدا ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں بہت قابل غور ہیں۔ اس لئے اس معاملہ کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کے لئے جماعت کے علماء کو اس بارے میں انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ غور کر کے کسی پختہ نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ ایسے امور میں ذرا سی ٹھوکر بدعت کا رستہ کھول سکتی ہے۔ اس تحقیق میں لازماً قرآن مجید اور احادیث نبوی اور سنت صحابہ کے علاوہ ائمہ فقہ کے اقوال کی چھان بین کرنی ضروری ہوگی۔ اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے زمانہ کی سنت کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ کے جغرافیائی پہلو کے متعلق ماہر ریاضیات عزیزم مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب آف لنڈن بھی بہت مفید مشورہ دے سکتے ہیں

بظاہر دونوں طرف کے دلائل کا خلاصہ بصورت ذیل سمجھا جا سکتا ہے۔

علاقائی رؤیت کے حق میں	مکہ مکرمہ کی رؤیت کے حق میں
(۱) چونکہ اسلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہر دو کو قمری نظام پر مبنی قرار دیا ہے۔ اور قمری نظام لازماً علاقائی رؤیت ہلال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے عید الاضحیٰ کو کسی دوسری جگہ کی رؤیت سے خواہ وہ جگہ کتنی ہی اہم اور کتنی ہی مقدس ہو وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ یہ بات ایک مسلّم اسلامی حکم میں ناواجب دخل اندازی ہوگی۔	(۱) حدیث میں صرف عید الفطر کے متعلق صراحت آئی ہے کہ وہ شوال کا چاند دیکھ کر منائی جائے۔ مگر عید الاضحیٰ کے متعلق ایسی کوئی صراحت نہیں پائی جاتی
(۲) اسلام نے عیدوں اور رمضان کو قمری نظام اور رؤیت ہلال کے ساتھ اس لئے وابستہ کیا ہے کہ اس میں سہولتِ عامہ کا پہلو مدِّ نظر ہے۔ جو دینِ متین کا ایک بنیادی اصول ہے تاکہ ہر علاقہ کے لوگ اپنے اپنے علاقہ کی رؤیت کی بناء پر (جو ایک بدیہی امر ہے) یہ عبادتیں بجا لا سکیں اور کسی قسم کی علمی یا خارجی تحقیقات کا سہارا نہ ڈھونڈنا پڑے۔	(۲) عید الاضحیٰ چونکہ حج کا تتمہ ہے اور حج مکہ مکرمہ کے ساتھ مخصوص ہے اور رمضان کی عبادت کی طرح ہر بستی میں الگ الگ نہیں منایا جاتا۔ اس لئے عید الاضحیٰ کے معاملہ میں مکہ مکرمہ کی رؤیت مقدم ہونی چاہیئے۔
(۳) یہ خیال کہ حدیث میں صرف عید الفطر کے متعلق صراحت آتی ہے کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور شوال کا چاند دیکھ کر عید مناؤ۔ مگر عید الاضحیٰ کے متعلق حدیث میں ایسی کھلی صراحت نہیں پائی جاتی ایک غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ عید الفطر کے متعلق یہ صراحت اس لئے نہیں کی گئی کہ یہ اصول صرف عید الفطر کے ساتھ مخصوص ہے۔ بلکہ اس لئے کی گئی ہے کہ عید الفطر رؤیت ہلال کے معاً بعد آتی ہے اور عید الاضحیٰ دس دن کے وقفہ سے آتی ہے۔ ورنہ جب عید الاضحیٰ بھی قمری نظام کے ساتھ وابستہ ہے۔ تو لازماً اس کے متعلق بھی رؤیت ہلال کا اصول تسلیم کرنا پڑے گا	(۳) مکہ مکرمہ کی رؤیت کی مطابقت اختیار کرنے میں بھی بہر حال عید کی بنیاد قمری نظام پر قائم رہتی ہے اور شریعت کے بنیادی اصول میں فرق نہیں پڑتا اور صرف علاقائی رؤیت اور مکہ مکرمہ کی رؤیت کا فرق پیدا ہوتا ہے۔
(۴) اگر مکہ مکرمہ کی رؤیت کی بناء پر تمام دنیا میں عید الاضحیٰ منائی جائے تو اس کے نتیجہ میں مختلف ملکوں کے قمری حساب میں سخت رخنہ پیدا ہو جائے گا۔ اور صرف عید کی تاریخ ہی نہیں بدلے گی۔ بلکہ چاند کی ساری تاریخیں بدل جائیں گی۔ اور ایک غیر قدرتی نظام قائم ہو جائے گا۔	(۴) حج میں تمام عالم اسلامی کے نمائندے جمع ہوتے ہیں اس لئے بھی اس عالمگیر عبادت اور اس کے تتمہ (یعنی عید الاضحیٰ) میں ہم آہنگی اور تطابق ضروری ہے
(۵) آج تک گذشتہ چودہ سو سال میں تمام اسلامی دنیا اپنے اپنے علاقہ کی رؤیت کی بناء پر عید الاضحیٰ مناتی آئی ہے اور اس کے خلاف کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ علاقائی رؤیت کو ترک کر کے مکہ مکرمہ کی رؤیت پر بنیاد رکھی گئی ہو۔ اور چودہ سو سال کی متواتر سنت کو ترک کرنا بدعت کا رستہ کھولتا ہے۔	(۵) حج کی اصل تاریخ میں جو توجہ اور شوق و ذوق اور انہماک دعاؤں میں ہو سکتا ہے (خواہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر ہی دعائیں کریں) وہ طبعاً کسی دوسری تاریخ میں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بھی مکہ مکرمہ کے ساتھ مطابقت مقدم ہے۔
(۶) یہ احساس کہ حج کا دن خاص دعاؤں کا دن ہے اور تاریخیں مختلف	(۶) عید الاضحیٰ کے معاملہ میں مکہ مکرمہ کی رؤیت کی مطابقت اختیار کرنے میں

ہونے کی صورت میں ان دعاؤں میں عالمگیر یک جہتی اور توجہ باقی نہیں رہتی بظاہر کسی حد تک قابل توجہ نظر آتا ہے۔ مگر اس کا حل آسانی سے ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں مکہ مکرمہ کا یوم الحج معلوم ہو سکے وہاں کے مطابق اس دن بھی مسلمان اپنی اپنی جگہوں میں دعائیں کریں۔ کیونکہ غیر حاجی بہرحال اپنی اپنی جگہ ہی دعائیں کر سکتے ہیں اور تمام صلحاء امت اسی طرح کرتے آئے ہیں اور یہ عاجز بھی اس پر عامل رہا ہے۔ اس طرح یک جہتی بھی رہتی ہے۔ اور تمدنی نظام کے معاملہ میں بھی کوئی رخنہ نہیں پیدا ہوتا۔ اس صورت میں بےشک دوسرے ممالک کے مسلمان اپنی رؤیت کے مطابق بھی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو دعائیں کریں۔ کیونکہ دعاؤں کی تکرار میں کوئی حرج نہیں بلکہ برکت ہی برکت ہے۔ اور توجہ کا جمانا اور انہماک پیدا کرنا تو بہرحال دعا کرنے والے کی اپنی ذہنیت پر منحصر ہے۔ ورنہ توجہ جمانے والے لوگ تو حج سے بھی خالی ہاتھ لوٹ آتے ہیں۔

(۷) یہ خیال کہ مکہ مکرمہ کی رؤیت کے مطابق عید منانے میں کامل اور عالمگیر یک جہتی پیدا ہو جائے گی۔ پھر بھی غلط ہوگا۔ کیونکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں کہ ہر علاقہ کے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے نصف النہار کے وقت میں لازماً فرق ہوتا ہے۔ پس بظاہر ایک دن میں عید منانے ہوئے بھی مختلف علاقوں میں کچھ نہ کچھ فرق بہرحال رہے گا۔ یعنی کہیں صبح ہوگی اور کہیں دوپہر ہوگی۔ اور کہیں شام ہوگی۔ اور امریکہ وغیرہ میں تو دن ہی بدل جائے گا تو اس صورت میں یک جہتی اور عالمگیر وحدت پھر بھی نہیں رہتی۔ اور مکہ مکرمہ کی رؤیت کی مطابقت کی کوشش عملاً بےسود ہو جاتی ہے۔

(۸) ریڈیو اور تار اور ٹیلیفون کی سہولت کے باوجود ہر گاؤں اور بستی میں لازماً مکہ مکرمہ کی رؤیت کا علم ہو جانا ممکن نہیں ہے۔ اور انتشار اور اختلاف پھر بھی رہے گا۔ بلکہ پریشانی بڑھ جائے گی۔ اور سہولت عامہ کا شرعی اصول بھی ٹوٹ جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

جو رخنہ چاند کی تاریخوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی دوسرے طریق پر باہم سمجھوتے سے درست کیا جا سکتا ہے۔ مگر دوسرے طریق کی تفصیل نہیں بتائی جاتی۔

(۹) جب اس زمانہ میں ٹیلیفون اور ریڈیو اور تار اور وائرلیس کے ذریعہ اطلاعات کے ذرائع دنیا بھر میں بےحد وسیع ہو گئے ہیں۔ اور یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نعمتیں ہیں جو قرآنی آیت اذا خرجت الارض اثقالها کے ماتحت ظاہر ہوئی ہیں۔ تو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ان سے فائدہ نہ اٹھانا ایک گونہ کفرانِ نعمت میں داخل ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بات کے اظہار میں غالباً کوئی حرج نہیں کہ یہ خاکسار ابھی تک اس معاملہ میں کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکا۔ گو میرا طبعی اور غالب رجحان رائج طریق اور قدیم سنت کو قائم رکھنے کی طرف ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں شریعت کا بھی یہی منشاء معلوم ہوتا ہے۔ مگر بہرحال جب ایک سوال پیدا ہوا ہے تو اس کے متعلق تحقیق ہونی چاہیئے۔

میں یہ چند سطور علالت کی حالت میں بڑی مشکل سے لکھی ہیں۔ کیونکہ چند دن سے ہیٹ سٹروک اور بعض دوسرے عوارض کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی ہے اور تحریر کے وقت ہاتھ کانپتا ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام اور احمدیت کی خدمت میں زندگی بسر کرنے کی توفیق دے ... اور وہ مجھ ... سے ... خدا ... غفور ... ہی ... اور بس۔

خاکسار مرزا بشیر احمد عفی اللہ عنہ ربوہ ۲۰ رجون ۱۹۶۰ء (الفضل ۲۲ جون)

ایک نامعلوم الاسم احمدی خاتون کے جواب میں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ ربوہ

مجھے ایک خط جس کے نیچے نام نہیں لکھا تھا ایک احمدی خاتون کی طرف سے موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنی بعض پریشانیوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ کبھی میری دینی حالت اچھی ہو جاتی ہے اور کبھی میں اپنی حالت میں تنزل کی کیفیت محسوس کرتی ہوں۔ اور خاوند کے ساتھ تعلقات بھی اسی اتار چڑھاؤ میں چل رہے ہیں۔ چونکہ اس خاتون نے اپنا نام نہیں لکھا اس لئے اخبار کے ذریعہ جواب دیتا ہوں کہ ایسی حالت سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ خدائی قانون کے ماتحت انسان پر قبض و بسط کے دور آتے رہتے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں یہ دور انسان کی ترقی کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔ پس مومن کا کام ہے کہ اس حالت میں گھبرائے نہیں بلکہ اپنی طرف سے نیکی اور تقویٰ اور عمل صالح میں لگا رہے یہ بھی ایک رنگ کا جہاد ہے بلکہ جہاد اکبر۔ اور اس جہاد کی حالت میں انسان کی زندگی کا خاتمہ بھی ہو جائے تو پھر بھی انجام بخیر ہے۔ بلکہ اگر نیت نیک ہو تو یہ بھی ایک قسم کی شہادت کی موت ہے۔ مگر جدوجہد کو ترک کرنے والا جو ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ وہ خدا کی نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔

باقی رہا خاوند کے تعلقات کا سوال۔ سو اس خاتون کو اس معاملہ میں اتنا زور ادا کرنا چاہیئے کہ خاوند کے متعلق محبت اور وفاداری اور خدمت کے مقام پر قائم رہیں۔ اور دوسری طرف خاوند کا فرض ہے کہ وہ خیرکم خیرکم لاھلہ کا نمونہ بننے کی کوشش کریں۔ اس توازن کے ذریعہ گھر میں حقیقی امن قائم ہوتا ہے میں اس خاتون کے لئے دعا کرتا ہوں مگر استدعا کرتا ہوں کہ آئندہ حتی الوسع گمنام خطوں سے اجتناب فرمائیں۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۱۹ جون) (الفضل ۲۱ جون)

یوم خلافت کی تقریب میں جلسے (بقیہ صفحہ ۹)

لجنہ اماء اللہ بنگلور

لجنہ اماء اللہ بنگلور کی طرف سے یوم خلافت کا جلسہ مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۶۰ء بروز جمعہ بوقت چار بجے مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ کے مکان میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اقبال النساء صاحبہ نے کی سعیدہ بیگم نے خلافت کے بارے میں نظم پڑھی۔ پھر مضمون اسلام میں خلافت کا نظام مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ نے پڑھ کر سنایا۔ عزیزہ اخوانہ جمیلہ نور نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی۔ مکرمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون خلافت کا زمانہ پڑھ کر سنایا۔ مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے بھی ایک مضمون پڑھ کر سنایا جو اس موقعہ کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ خاکسارہ نے خلافت کا مقام اور اس کے انعامات پر تقریر کی مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے ایک دعائیہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی پھر حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی درازیٔ عمر کیلئے دعا کی تحریک کی گئی۔ بالآخر اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسارہ اختر بیگم جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور

درخواستہائے دعا

محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ ... الدین صاحب نے اپنی طرف سے اور محترمہ والدہ صاحب صالح محمد الہ دین کی طرف سے مبلغ ۱۵/- روپے کی رقم بطور صدقہ بھجواتے ہوئے درخواست کی ہے کہ

۱۔ ...م حافظ صالح محمد صاحب ابن سیٹھ الہ دین جو امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کیلئے گئے ہوئے ہیں ان کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے۔

۲۔ عزیز راشد الہ دین ولد محمد صاحب الہ دین ... سے ہیں اور دیگر رشتہ داروں کو قبول احمدیت کی توفیق کیلئے دعا فرمائی جائے۔

محترمہ بیگم صاحبہ نے اطلاع دی ہے کہ آجکل خود انکو بھی بعض مشکلات درپیش ہیں انکے ازالہ کیلئے بھی احباب جماعت دعا فرمائیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

۳۔ محترمہ بیگم صاحبہ ... لوی فرزند علی خان صاحب مرحوم ... بیمار چلی آ رہی ہیں ... ہے۔ ... سلسلہ ... قادیان ... درخواست ہے۔ ... محمد ...

۴۔ ... اور میرا ... عرصہ ... ۲۰ ...

ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے ایک مضمون پر محققانہ نظر

از مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب پروپرائٹر آئیڈیل فارمیسی مظفر پور (بہار)

(۱)

علامہ نیاز فتحپوری نے اپنے چند مقالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی نسبت اپنے نیک خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جس سے احمدیت کے دشمنوں اور بغض و عناد رکھنے والوں کے دلوں میں ایک آگ سی لگ رہی ہے۔ چنانچہ مظفرپور کے بعض مخالف حلقوں میں بھی اس کا کافی پرچا ہے اور اس سلسلہ میں مظفرپور کے ایک شخص اویس صاحب عثمانی نے نیاز صاحب کو مخاطب کر کے "پاسبان" الہ آباد کے اپریل کے شمارہ سے ایک مضمون کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس کی پہلی قسط زیر نظر ہے۔

جہاں تک مذکورہ بالا مضمون کا تعلق علامہ نیاز فتحپوری کی ذات، اخلاق، کردار اور نیت پر حملہ کرنے سے ہے میں اس پر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ ان الزامات کا جواب علامہ موصوف مناسب اور ضروری خیال فرمائیں گے تو خود دیں گے۔ البتہ جہاں تک مذکورہ بالا مضمون کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ سے ہے اس کی نسبت میں بطور قولہٗ و اقول عرض کرتا ہوں۔

قبل اس کے کہ میں ان کے مزعومات مخترعات اور خود ساختہ اصول کا جواب دوں۔ افسوس کے ساتھ یہ لکھتا ہوں کہ باوجود جبرت اسلامی، زور قلم اور قوت استدلال کا دعویٰ کرنے کے نہ تو مضمون نگار نے اسلامی اخلاق کو برقرار رکھا نہ ہی احمدیت کی تکذیب اور تردید کرنے اور جماعت حقہ کی تنقیص اور تفتیش کرنے میں قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور منہاج نبوت اور انبیاء و صادقین سابقین کے حق ان کے مقصود اور ان کے جد و جہد اور کامیابی اور کامرانی کو مدنظر رکھا بلکہ مکذبین و منکرین سابقہ کی روش پر من گھڑت اصول اور معیار قائم کر کے احمدیت کی تنقیص اور تخفیف کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں قابل افسوس امر یہ ہے کہ مذہبی بحث و نظر کے وقت یہ لکھ کر کہ

"آرائش اور زیبائش کے لئے ایسے گل و غازہ ہی کی ضرورت تھی جو ایک بار پھر لوگوں کو چونکا دے۔ اور یہ سامان بہرحال اس وقت دنیا کے بازار میں مل سکتا تھا!"

یہ جملہ نہ صرف مضمون نگار کی جبلت بازاری کا آئینہ دار ہے۔ بلکہ خود مضمون نگار کے اپنے افترارات کے خلاف بھی ہے۔ مضمون نگار مذکور نے چند ہی جملوں کے بعد نیاز صاحب کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ

"آپ کے نزدیک عبادت ریاضت اسزا جزا دوزخ بہشت حشر نشر ان کی کچھ حقیقت نہیں اور جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ ساری باتیں اساس مذہب ہیں"

اب ظاہر ہے کہ جس جماعت کی اساس مذہب عبادت ریاضت اور اخلاق پر ہو اس کی نسبت ایسے سوقیانہ جملے استعمال کرنا اور اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لینا کہ اخلاق فاضلہ کی تمازت اور عبادت و ریاضت کی حرارت کے درمیان گل و غازہ نشو و نما نہیں پاتا کہ تم کورچشمی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے پھر اگر اپنی کورچشمی کے باعث خود نہیں دیکھ سکتے۔ تو کم از کم علامہ اقبال مرحوم کا یہ قول سنا ہوتا کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی (جماعت احمدیہ) کہتے ہیں"

رحلت بیجا پر ایک مراثی نغما مگر مضمون نگار تو اپنی جبلت سے مجبور ہیں۔ ان کو حقائق اور واقعات سے کیا سروکار

قولہٗ:۔ یہ کہ ہمت و حوصلہ کے لئے یہی کوئی (احمدی) واحد اور مثالی جماعت نہیں ہے ہندوستان میں بہت سی جماعتیں ہیں جو اپنے عزم و جانفشانی اور صبر و استقلال کے لئے مشہور ہیں۔

اقول۔ جس طرح مضمون نگار نے کسی جماعت کی حقانیت یا بطالت ثابت کرنے کے لئے اپنے مخترعہ اصول قائم کئے ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے توصیفی اور تعریفی امور جن کا علامہ نیاز نے ذکر کیا ہے اس کی تردید اور تکذیب کرنے کے لئے بھی انہوں نے اپنی طرف سے خود ساختہ جملے اور الفاظ استعمال کئے ہیں ان سب کا نقل کرنا تو باعث طوالت ہوگا۔ سطور ذیل موجود ہیں ان کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس سے انحراف کر کے مضمون نگار نے اپنے مضمون میں خود ساختہ الفاظ اور جملے کو بالائی سنت اپنی مطلب برآری کے لئے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ علامہ موصوف نے ان تمام باتوں کو لکھنے کے بعد ملخصاً ان الفاظ میں اپنے خیالات کو پیش فرمایا ہے۔

"یہی وہ چیز تھی جس نے احمدی جماعت کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا کیونکہ اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے اور گو اس کا احساس تنہا مجھ ہی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے سب مخالفین کو بھی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کی رعونت نفس یا احساس کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے"۔

مگر بجائے اس کے کہ مضمون نگار مذکور اس حقیقت کو تکذیب و تردید کے واضح طور پر ایک یا چند اسلامی جماعتوں کا نام بتاتے

"ہندوستان میں ایسی بہت سی جماعتیں ہیں۔ جو اپنے عزم اور جانفشانی کے لئے مشہور ہیں۔ . . . ."

کے الفاظ پر اکتفاء کر کے چند نقطے ڈال دیئے جائیں۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ نام لینے سے پکڑے نہ جائیں۔ اگر ایک جماعت کا نام لیا (خواہ غلط طور پر ہی سہی) تو دوسری جماعت ناراض ہو جائے اور اس طرح جماعت احمدیہ کی مخالفت کر کے جس شہرت و نمود کے متمنی ہیں وہ اپنے بالکول خاک میں نہ مل جائے۔

قولہٗ:۔ قادیان والے تو اپنی معاشش کے لئے ایسے پیشے کو جائز قرار دیتے ہیں جو ہمارے ملک میں ہر حال معصیت آمیز ہیشہ ہے۔ جیسے دارو غالی وغیرہ۔ اب وجہ اس کی چاہے جو ہو یہ خلاف دوسری جماعت کے کہ وہ لوگ اپنے مقصد کے لئے نوکریاں تک چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا یہ کوئی معمولی بات ہے (سبحان اللہ۔ یہ جواب ہے جماعت احمدیہ کے متعلق علامہ موصوف کے خیال کا کہ جماعت احمدیہ بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت سے گامزن ہے (ناقل)

اقولُ:۔ پھر مضمون نگار نے یہاں بھی یہ بتانے اور ظاہر کرنے کی ہمت و جرأت نہیں کی ہے کہ یہ دستور العمل اور مجوزہ الفعال جماعت کون سی ہے۔ یہاں بہت سی جماعتیں (جو شاید ان کے خیال میں طوالت کلام کا باعث ہوتا) کے الفاظ ترک کر کے ایک جماعت کا لفظ استعمال کیا ہے مگر پھر بھی یہ ظاہر نہ کر سکے کہ اس جماعت کا نام کیا ہے۔ جہاں تک دارو غالی وغیرہ پیشہ کے جواز اور عدم جواز کا تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ کا اصول یہ ہے کہ تمام وہ پیشے اور نوکریاں جن کو شرع محمدی نے جائز قرار دیا ہے جائز ہیں۔ البتہ تمام جائز پیشوں کے ساتھ یہ شرط بھی ضروری سمجھی جاتی ہے کہ ایمانداری اور دیانتداری سے کئے جائیں۔ اس سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی ریاکارانہ اور مکارانہ شرعی و اخلاقی حدود قائم نہیں کرتی۔

قولہٗ: کہے گا کہ جماعت احمدی میں ساری خصوصیات اچھی ہیں تو کہوں گا خصوصیات بجائے خود کچھ نہیں۔ اصل شے جو ان خصوصیات کو پیدا کرتی ہے۔ وہ جوش و جذبہ ایثار ہے جو کسی جماعت کے اندر آ جائے تو پھر وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ اگر حالات سازگار ہوں۔ . . . . وہ اپنے مال بھی تخریب کے کام بخوبی کر سکتے ہیں۔ اگر میسر آئے۔

اقولُ۔ الٰہی جماعتیں ہمیشہ ناسازگار حالات میں ہی کام کرتی آئی ہیں۔ از آدم تا ایندم یہی حال ہوتا رہا ہے اور یہی ان کی قبولیت کی دلیل اور نصرت الٰہی کا ان کے شامل حال ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا (پارہ ۲۴ ۔ ع ۱۱)

اگر نہ سنا ہو۔ تو اقبال مرحوم کا یہ کلام تو سنا ہوگا سہ

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حسن حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے معاندین اسلام اور مستشرقین یورپ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے ساتھ الٰہی نصرت کو سازگاری حالات سے تعبیر کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب بانیٔ جماعت احمدیہ کی ناسازگاری حالات اور اس کے باوجود آپ کی فتح و کامیابی اور دشمنوں کا مجبر

درماندگی ناکامی کی حقیقت افروز کیفیت کو علامہ نیاز نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

"اب سے تقریباً ۶۵ سال قبل ۱۸۹۴ء کی بات ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوائے تجدید و مہدویت سے ملک کی فضا گونج رہی تھی اور مخالفت کا ایک طوفان ان کے خلاف برپا تھا آریہ عیسائی اور مسلم علماء سبھی ان کے مخالف تھے۔ اور وہ تن تنہا ان تمام حریفوں کا مقابلہ کر رہے تھے یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے مخالفین کو "ھل من مبارز" کے متعدد چیلنج دیئے اور ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔"

نیز یہ کہ

"جماعت احمدی کی کامیابیاں اس درجہ واضح و روشن ہیں کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس وقت دنیا کا کوئی گوشہ نہیں جہاں انکی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں اور انہوں نے خاص عزت و وقار حاصل نہ کر لیا ہو۔"

نگار مجریہ اپریل ۱۹۶۰ء اس حقیقت بینی کے بعد مضمون نگار مذکور کا دوسری مفروضہ جماعتوں کے جوش و جذبہ ایثار کا دعوے کرکے "اگر حالات سازگار ہوں" کا بہانہ بنا کر انکی بے عملی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرنا ان کی ناحق کوشی کا بیّن ثبوت ہے۔ جوش ایمانی اور جذبۂ ایثار اور قربانی تو ایسا شعلہ ہوتا ہے جو کسی حال میں بھی ناسازگاری حالات راکھ سے دبا نہیں کرتا۔

قولہٗ:۔ (الف) کیونکہ مال خرچ کرنا عسرت و تنگی کی زندگی بسر کرنے سے زیادہ مشکل کام نہیں

(ب) اور وہ لوگ جو اپنے امام و پیشوا کو زر و جواہرات سے تول سکتے ہیں۔ افریقہ، امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھی جا سکتے ہیں۔ اگر ان کا امام کہے (گویا مقصود ان کے امام کا ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کی اجازت نہیں دیتا۔ ناقل)

اقولُ:۔ اس اعتراف کے بعد بھی کہ جماعت احمدیہ میں ناسازگار حالات کے باوجود یہ خصوصیات خدا کے فضل سے جمع ہیں۔ دوسری جماعتوں کی طرف سے ان کے [illegible] حالات سازگار ہیں"۔ اور "مال جیب آئے" کا عذر اور بہانہ کر کے مفروضہ جوش و جذبۂ ایثار کو پیش کرنا محض ایک دعوٰے ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ جوش ایمانی اور جذبۂ ایثار و قربانی کا لازمی نتیجہ تو وہ مجموعی خصوصیات ہیں جو کسی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ جوش و جذبۂ ایثار کا دعوٰی کرنا اور عمل کے لئے عذرات پیش کرنا آج کوئی نئی بات نہیں۔ ایسے بے عملوں اور دینی کاموں سے جان چرانے والوں کے اس طرح کے بہت سے عذرات قرآن کریم نے بیان فرما کر ان مفتدرین کو جھوٹا کہا ہے۔ ملاحظہ ہو یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا (پ۲۱ ع ۱۸) (یہ عذر کرنے والے) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر تو خالی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے گھر خالی نہیں ہیں یہ صرف دین کی خدمت سے فرار اختیار کرنے کے لئے بہانہ بناتے ہیں۔ و سیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون انفسھم واللہ یعلم انھم لکٰذبون۔ (پ۱۰ ع ۱۲) وہ قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم بھی استطاعت رکھتے (یعنی ہمارے پاس مال ہوتا یا حالات سازگار ہوتے) تو ہم ضرور تمہارے ساتھ (یعنی دین کی اشاعت کرنے والوں کے ساتھ) باہر نکلتے۔ یہ بہانے ساز درحقیقت اپنی جانوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی جماعت میں ان خصوصیات کا جو جوش ایمانی اور جذبۂ ایثار و قربانی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اکٹھا پایا جانا اس کی حق پرستی و صداقت شعاری کا ثبوت ہوتا ہے۔ چند ایک نیکیوں اور خصوصیات کا منتشر حالت میں مختلف جماعتوں میں پایا جانا کسی حد تک ممکن ہے اور محال نہیں ہے مگر ان خصوصیات کا ایک جماعت میں اکٹھا پایا جانا اس کی حقانیت کا ناقابل تردید ثبوت ہے اور معترض مضمون نگار مذکور کو بھی اعتراف ہے کہ یہ خصوصیتیں احمدی جماعت میں بیک وقت موجود ہیں۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

قولہٗ۔ کیونکہ جان سے کام کرنا مال خرچ کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ وہ مثل آپ نے سنی ہو گی "جونشہ لبِ بصری درست، ادر ہزار روپے نکالے آئے" دن کے تجربات سے مزین ہے کہ
گر جان طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی سخن در نیست

(اگر یہ بات سو فی صدی درست ہے تو پھر یہ کلیہ کہ مال خرچ کرنا تنگی کی زندگی بسر کرنے سے زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ ایک بعض بھی صحیح نہیں۔ ناقل)

اقولُ:۔ مضمون نگار کی مذکورہ باتوں سے ظاہر ہے کہ جن نامعلوم جماعتوں کو وہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی اعلاء کلمۃ اللہ و احیاء دین اور اقامت شریعت وغیرہ کی توفیق حاصل نہیں۔ کسی کو عذر کہ ان کا امام ان کو اجازت نہیں دیتا کسی کو یہ بہانہ کہ حالات سازگار نہیں کسی کا یہ حیلہ کہ اموال مطلوبہ میسر نہیں۔ دین کا کام کرے تو کون کرے۔ یہ توفیق اور سعادت تو قدرت نے جماعت احمدیہ کے لئے مقدر کر رکھی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مگر ان ہی باتوں کو جب علامہ نیاز نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ

"اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں صرف یہی ایک جماعت (احمدی) ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پہ پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے اور یہ ہے گو اس کا احساس مجھ ہی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور انکی رعونت نفس یا احساس کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے۔"

تو مضمون نگار اور ان جیسے ہمراہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ مضمون نگار نے مختلف ایچ پیچ اور الفاظ کے گورکھ دھندے کے بعد خود اپنی تحریر میں اعتراف کر لیا ہے کہ "جماعت احمدیہ میں ساری خصوصیات اکٹھی جمع ہیں۔ اور دوسری جماعتوں کے اندر منتشر حالت میں بھی موجود نہیں بلکہ مفقود ہیں مگر وہی رعونت نفس اور احساس کمتری جماعت احمدیہ کی حقانیت کا اقرار کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسے ہی بے عمل نام کے مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا فرمان نہایت صفائی سے منطبق ہوتا ہے جس میں فرمایا۔

ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدیٰ (پ۲۷ ع۶)

وہ صرف اپنے ظن اور خواہش نفسانی کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے رب کی ہدایت ان کے پاس آ چکی ہے

قولہٗ:۔ اس طرح مرزا صاحب قابل ذکر نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے سرفروشوں کی ایک جماعت قائم کی۔ جماعت تو حسن بن صباح نے بھی قائم کر کے دکھا دی۔ جس کے فدائی اپنی چھری سے اپنی گردن حلال کرتے تھے۔

اقولُ۔ مضمون نگار نے چالاکی سے ایک مفروضہ خود قائم کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے "اگر حسن بن صباح کی جماعت کی تعریف کرکے حقیقت پر پردہ ڈال سکے"۔ نہ تو اس مفروضہ پر ہمارے دلائل کی بنیاد ہے نہ ہی اس مفروضہ کو علامہ نیاز نے ہی توجہ کی وجہ قرار دی ہے بلکہ علامہ نیاز نے جو سبب بیان فرمایا ہے وہ یوں ہے۔

"جب ان کی طرف (یعنی تن پرور اور عیش کوش جماعت علماء) سے مایوس ہو کر میں نے دوسری جماعتوں کے حالات کی جستجو کی تو آخر نگاہ جا کے ٹھہری احمدی جماعت پر۔ . . . . . جب میں نے اس کے مؤسس و بانی کی زندگی، اس کی تعلیمات و تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اسوقت فرقہ میں ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے اور اپنی معنبر و تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی لڑیاں بدل دیں۔ ذہنی اقدار بدل دیئے، زاویۂ فکر و نظر بدل دیا۔ اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی"

مگر مضمون نگار مذکور نے ان میں سے ایک لفظ بھی نہیں لیا کیونکہ یہ اصل مقصود ہے۔ جماعت احمدیہ کی اعلیٰ اقدار یہ نہ وہ حسن بن صباح کی جماعت کی تعریف کر سکتا تھا نہ مسیلمہ کذاب اور نہ اسود عنسی کی۔ یہ وہ مدارج روحانیہ اور اقدار اخلاقیہ ہیں جن پر تمام حق پرستوں کی بنا رہی ہے اور وہ خدا کے فضل سے بدرجہ اتم جماعت احمدیہ میں موجود ہیں۔ حسن بن صباح کی جماعت کی سرفروشی کو جو یکسر روحانیت اور اخلاقیات سے خالی تھی کسی مذہبی روحانی جماعت کے مقابلہ میں پیش کرنا سراسر جہالت اور

نا واقفیت کی بات ہے۔ دہشت پسندی کی عالمی تاریخ کے بیان میں شاید اس جماعت کا ذکر آسکے تو آسکے۔ مگر دنیا کی ان جماعتوں سے مقابلہ میں پیش کرنا جو منہاج نبوت پر قائم اسوہ صحابہ پر عمل پیرا اور بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت سے گامزن ہو بسوائے کور باطنوں کے اور کسی کا کام نہیں۔

باقی رہا اس کا اپنی چھری سے اپنی گردن حلال کرنا سو یہ فعل مذموم حسن بن صباح اور اسکے مداحوں کو مبارک ہو یہ ایک ایسا فعل ہے جس کو نہ صرف اسلام نے حرام قرار دیا ہے بلکہ دنیا کی تمام متمدن قومیں ناجائز قرار دیتی ہیں (سوائے جاپانیوں کے) بلکہ اسکا ارادہ کرنیوالا بھی قانون کی گرفت میں آجاتا ہے اور اگر مضمون نگار مذکور کو یہ فعل اتنا ہی قابل تحسین اور مرغوب نظر آتا ہے تو آتی دفعہ جانیکی کیا ضرورت۔ جاپان کے مخصوص مذہب والے تو ہسری کری (یعنی خودکشی) کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ انکی حکومت بھی قائم ہے۔ افسوس یہ لوگ اپنے جوش عداوت میں حرام اور حلال کی تمیز بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ اور ایک سراسر حرام اور مذموم فعل کو تعریفاً بیان کرتے وقت شرم محسوس نہیں کرتے۔ اگر اسلامی حرمت اور اخلاقی اقدار کا پاس نہیں تو کم از کم مسٹر خروشچیف کی ۲ رمئی ۱۹۶۲ء کی تقریر کے اس حصہ سے جو انہوں نے امریکن باشندوں کو خودکشی کا سامان مہیا کرنے کا الزام لگاتے ہوئے امریکہ کو طعنہ دیا ہے کہ "امریکہ والے عیسائیت کا دعوے کرتے ہیں اور ہم لوگوں کو دہریہ سمجھتے ہیں لیکن کمیونسٹوں نے کبھی اسطرح کا خودکشی کا جرم انسانیت کے خلاف نہیں کیا۔ اور نہ کبھی کرینگے" اپنی چھری سے اپنی گردن حلال کرنیوالوں کی منقبت کرنیوالے شرم کریں تو کریں۔ جہانتک علم و ہنر ذہانت و خطابت کا تعلق ہے آپ کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے کہ مرزا صاحب کو اسپر فوقیت و برتری حاصل تھی یہ کہنا ہے کہ وہ ایک خوفی تحریک تھی اس امر کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ ایک غیر معمولی فراست و ذہانت کا آدمی تھا۔

اقول۔ پھر مضمون نگار مذکور نے ان ہی تیلوں سے کام لیا ہے جس سے ناحق کوشی کے شائق اس طرح کے لوگ کام لیا کرتے ہیں۔ اگر یہ بات فرض بھی کر لی جائے کہ مضمون نگار کے ممدوح حسن بن صباح میں یہ خوبیاں موجود تھیں تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں پیش کرنا سراسر قیاس مع الفارق ہے نہ تو انکا منہاج نبوت اور معیار رسالت سے کوئی تعلق ہے نہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ثبوت میں آپکی فراست اور قیام جماعت کو کبھی پیش کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ذہین اور فطین ہوتے ہیں بیشک وہ ذہین اور فطین ہوتے ہیں مگر ان کی ذہانت و فطانت اور جماعت بندی پر انکی نبوت و صداقت کی بنیاد نہیں ہوتی۔ سارا قرآن پڑھ کر دیکھو ہیں آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متعدد انبیاء کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر انکے دعویٰ انکی دلیلیں ان پر مخالفین کے اعتراضات انکے جواب بصراحت قرآن حکیم میں موجود ہیں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی ذہانت فراست و فطانت کو بطور دلیل ثبوت بیان فرمایا نہ ہی قیام جماعت کو بطور برہان بیان فرمایا ہے بلکہ انکے تعلق باللہ انکے اخلاق فاضلہ انکی قوت قدسیہ تزکیہ نفس (انکا ایمانی اور اسلامی پیغام) الٰہی تائید و نصرت اور ناساز گار حالات میں ان کے اصلاح و ارشاد کی کامیابی انکا علم عارفانہ اور انکے پیغام رسالت کو بطور دلیل بیان کیا ہے۔

حتیٰ کہ علامہ نیاز نے بھی جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے اسلام کے عزم و استقلال و فراست کا ذکر کیا ہے۔ وہاں انہوں نے بھی آپکی بصیرت (جیسا کہ قرآن حکیم نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کی نسبت فرمایا ہے قل علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی ر۱۳ ع۶) باطنی قوت (یعنی قوت روحانیہ) دعویٰ تجدید (یعنی احیاء شریعت) اور جہد و جہت (یعنی ہدایت الی الحق) کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ علامہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

"اگر اس وقت تک کے تمام اشارات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے پر مجھے مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہہ دونگا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعویٰ تجدید و جہد و قوت کوئی بار رہوا بات نہ تھی"

یہی بصیرت اور قوت باطنیہ روحانیہ اور دعویٰ تجدید و ہدایت انبیاء علیہم السلام کا امتیازی نشان ہوتا ہے جس کو جھوٹے طور پر بھی مضمون نگار مذکور اپنے ممدوح حسن بن صباح کی طرف منسوب کر سکے اور اگر کرتے بھی تو اور اسکے برکات والوانہ اور بقوت تاثیر کو کیونکر ثابت کر سکتے۔ شاید مضمون نگار مذکور قرآن حکیم سے اس تحدیانہ اور معجزانہ دعویٰ فأتوا بسورۃ من مثلہ ... اور انکی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد تحدیانہ اور معجزانہ کلام کے از انجملہ وہ قصیدہ نعتیہ بھی ہے جس کا ذکر علامہ موصوف نے بھی ستمبر ۱۹۶۱ء میں کیا ہے۔ بے سود نگاہ سے تحدیاں شاید علم و ہنر ذہانت و فطانت سے نبوت پر پیش کی گئی ہیں بلکہ یہ تحدیاں تعلق باللہ اور علم روحانیہ کا نتیجہ ... کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں کیا کوئی ایک بھی اعجازی کام یا کلام جس سے تمام دوسرے انسان عاجز ہوں باوصف علم و فن و ذہانت اور فطانت کے اسکی مثال پیش کرنے سے عاجز و لاچار رہو۔ خدائے تعالیٰ کی نصرت اور تائید غیبی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ورنہ ذہانت فراست و فطانت تو اکثر دشمنانِ انبیاء کو بھی حاصل ہوتی ہے اسلئے بزعم مضمون نگار اگر ان کے ممدوح حسن بن صباح کو فراست اور ذہانت حاصل بھی ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر پیش کرنا اصول و معیار نبوت حاصلی کا ثبوت ہے (باقی)

محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا مدراس میں ورود مسعود

اور

لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام استقبالیہ دعوت

۶۲-۵-۸ کو صبح ۸ ½ کی ٹرین سے صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان حرم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور بچیوں کے ساؤتھ انڈیا کی سیر و سیاحت کے سلسلہ میں مدراس پہنچیں۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ مدراس نے آپ کا استقبال مدراس سنٹرل اسٹیشن پر کیا۔ آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور ممبرات کو آپ نے معانقہ کا شرف بخشا۔ پھر وہاں سے آپ کو شیخ محمد فیض صاحب کے مکان پر جہاں آپ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا پہنچایا گیا۔ آپ کی آمد کی تار جیسے ہی مدراس پہنچی تمام ممبرات لجنہ کے دل میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ یہ تار ۶۲-۵-۴ کو ہفتہ کے بعد ملی اس وقت آپ کی انتظار شدت سے شروع ہو گئی۔ ۱۵-۱۶-۷ تک دن نہایت بے قراری سے گذارے۔ آخر ۶۲-۵-۸ کی صبح نمودار ہوئی۔ ممبرات کی خوشی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کس قدر مسرور و شادماں تھیں۔

۶۲-۵-۲۰ کو ۴ ½ بجے شام آپ کے اعزاز میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں آپ کو WELCOME ایڈریس پیش کیا گیا۔ اور غیر احمدی مستورات کے پیش نظر ایک مختصر سی تقریر کی گئی۔ بیگم صاحبہ حضرت میاں وسیم احمد صاحب نے ایڈریس کے جواب میں ممبرات لجنہ اماء اللہ کا شکریہ ادا کیا اور گرانقدر نصائح سے نوازا۔ جس میں آپ نے بتلایا کہ میری مدت سے خواہش تھی کہ میں تمام اُن جگہوں پر جہاں پر لجنہ قائم ہوئی ہے خود جاؤں اور اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور صحیح اندازہ لگاؤں کہ کس حد تک لجنات صحیح طور پر کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مستورات کو پہلے اپنی تربیت کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ پھر تبلیغ۔ پہلے خود حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ جس سے کہ دینی علم میں اضافہ ہو۔ اور پھر لوگوں کو تبلیغ کریں۔ آخر پر انہوں نے لجنہ اماء اللہ کے کام پر خوشی کا اظہار کیا اور خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے آپ کی SOUTH INDIA کے دورہ کی خواہش پوری کی۔

خاکسار زاہدہ محمد سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مدراس

یوم خلافت کی تقریب میں جلسے

لجنہ اماء اللہ مدراس

لجنہ اماء اللہ مدراس کے زیر انتظام جلسہ یوم خلافت بعض مجبوریوں کی وجہ سے ۶۲-۵-۲۷ کی بجائے ۶۲-۵-۲۹ اتوار کے دن اسلامک سنٹر میں ٹھیک ۴ ½ بجے منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع کی گئی جو کہ بلقیس بیگم صاحبہ نے کی اور نظم محترمہ الفری بیگم صاحبہ نے پڑھی اس کے بعد زاہدہ محمد و عزیزہ بیگم عظیم النساء صاحبہ نے اپنے اپنے مضامین برکات خلافت و خلافت کیا ہے خلافت کی اہمیت اور جماعت احمدیہ اور نظام خلافت پڑھے۔ ناصرہ بیگم صاحبہ نے مضامین کے دوران پر خلافت سے متعلق نظم پڑھی اور ناصرات الاحمدیہ کی مندرجہ ذیل بچیوں نے حامدہ محمد، آمنہ رفیق اور حماد تہ امینی نے خلافت سے متعلقہ مضامین پڑھے۔ ان کے مضمون کے عنوان تھے "آؤ ہم یہ عہد کریں کہ ہم تازیست خلافت سے وابستہ رہیں گی" "تیسے لوگ کل کا بچہ کہتے تھے ... وہ اولوالعزم خلیفہ ثابت ہوا؟" اور "خلافت کیا ہے"۔ اور چھوٹی بچیوں نے نظم پڑھ کر سنائی اور تقاریر کے دوران بھی بہت سی نظمیں پڑھی گئیں۔ جو سب خلافت کے ہی متعلق تھیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ کی آخری صدارتی تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین کی صحت کے لئے سب بہنوں کو تحریک کی۔ دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار زاہدہ محمد سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مدراس

صیغہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان زیر اہتمام

ماہ مئی سنہ ۱۹۶۰ء میں لٹریچر کی طباعت و تقسیم

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ ۔ قادیان

اس ماہ بھی حسب سابق مرکزی دفتر کی طرف سے مقامی طور پر اور باہر ہر قسم کے لٹریچر کی ترسیل کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ لٹریچر افراد جماعت، عہدے داران جماعت، مبلغین مسلم اور غیر مسلم احباب کو بھجوایا گیا۔ اور اس سلسلہ میں خط و کتابت بھی کی جاتی رہی۔ اس سارے ماہ میں تقسیم شدہ لٹریچر کی تعداد ۲۲۳ ۱۲ ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے احباب دعا فرمائیں کہ مطالعہ کرنے والوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو۔ اور ان کی ہدایت و راہنمائی کا باعث بنے۔ آمین۔

مئی سنہ ۱۹۶۰ء میں امن و صلح کے شہزادہ کا آخری پیغام (انگریزی) اور ہمارا نظریہ (گورمکھی) چھپ کر بعد تکمیل قادیان پہنچ گئی ہے۔ دونوں ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت دس ہزار ہے۔ جن احباب کو ضرورت ہو وہ دفتر ہذا کو لکھ کر منگوا لیں اور مستحق زیر تبلیغ افراد کو دیں۔ نیز احباب دعا فرمائیں کہ ان دونوں ٹریکٹوں کی اشاعت زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

گوشوارہ تقسیم ترسیل لٹریچر بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۶۰ء

نام کتاب	زبان	تعداد
دی ہولی پرافٹ محمدؐ	(انگریزی)	۱
دی لائف آف محمدؐ	"	۳
دی لائف آف ٹیچنگ محمدؐ	"	۱۳
سیرت حضرت مسیح موعودؑ	"	۲۹
پیغام صلح	"	۷
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۲۱
اسلام اور اشتراکیت	"	۲۴
احمدیہ موومنٹ اِن انڈیا	"	۲۵
آسمانی تحفہ	"	۱۹
آسمانی پیغام	"	۱۴
احمدیت کیا ہے	"	۲۰
اسلام میں اقتصادی و سماجی مشکلات کا حل	"	۳۰
اسلام دی نیوڈ آور	"	۲۴
خصوصیات قرآن	"	۲۱
اسلام میں عالمی پیچیدگیوں کے سدھارنے کا حل	"	۴
احمدیت یعنی حقیقی اسلام	"	۱
قبر مسیحؑ	"	۱
اسلام کیا ہے	"	۱
مسیح کشمیر میں	"	۱
سیرت احمدؑ مطبوعہ نیروبی	"	۱
احمدیہ موومنٹ	"	۱
تحریک جدید کے بیرونی مشن	"	۱
احمدیہ البم	"	۱
نظام نو	"	۱
آئینہ صداقت	"	۱
ترجمۃ القرآن پہلا پارہ	"	۱
کمنارز مترجم	"	۱
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۱
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	"	۱
الوایہ خلافت	اردو	۱
مناظرہ کھدرک	"	۵
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک (رپورٹ)	"	۱۲
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۴
نظام نو	"	۱
قبولیت دعا کے طریق	"	۱
ہمارا خدا	"	۱
ہمارا مذہب	"	۱
الفرقان	"	۱
ہائی کورٹ کا فیصلہ	"	۲
ریویو آف ریلیجنز	"	۳۶
حقیقت النبوت	"	۱
شان قرآن	"	۱
رسالہ نگار	"	۱
کشتی نوحؑ	"	۱
ولادت بن باپ	"	۱
پیغام صلح	"	۲۷
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک	"	۳۲
تعاون کی پیشکش	"	۹
ضرورت مذہب	"	۱۴
تحریک احمدیت	"	۴۸
سیرت حضرت مسیح موعودؑ	"	۱۷
اسلام اور اشتراکیت	"	۱۹
محامد خاتم النبیین	"	۴۴
احمدیت کا پیغام	"	۳۲
سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	"	۴۵
مذہب وقت اور جماعت احمدیہ	"	۲۵
آسمانی تحفہ	"	۳۲
المہدی	"	۱۹
خاتم النبیین کے معنی	اردو	۲۵
اس زمانہ کے امام کو مانو	"	۲۴
فتوسطے مصر	عربی	۲۵
جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	اردو	۲۲
آسمانی پیغام	"	۲۵
احمدی جماعت علامہ نیاز فتحپوری کی نظر میں	"	۴۰
وصیت حج الوداع	"	۲
کمنارز مترجم	بزبان گورمکھی	۲۶
جزیرہ نمبل	"	۴۳
آسمانی تحفہ	"	۴۲
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۴۲
دی مہاراکرشن	بنگالی	۶
زمانے کا اوتار	"	۶
دی مہاراکرشن	اُڑیہ	۵
تحفہ شہزادہ ویلز	انگریزی	۱
عقائد و تعلیمات	اردو	۲
وہ مہاراکرشن	ہندی	۳۰
کرشن اوتار کا پیغام	"	۴۴
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۴۸
تناسخ و آواگون	"	۳۱
آسمانی تحفہ	"	۴۵
حقیقی اسلام	"	۷
کل میزان		۱۲۲۳

یا ذکروا موتاکم بالخیر

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ) :-

(۱)

آج محمد علی اشرف فوت ہوگئے ہیں سنہ ۱۳۷۹ھ

ایک دوست نے یہ خبر تاسف اثر پہنچائی تو انا للہ پڑھ کر پرانی یادوں میں کھو گیا۔ بہت دیر تک یہ کیفیت طاری رہی۔ ماسٹر صاحب ہمارے اولین رفیق تھے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بیعت کی۔ قادیان میں تعلیم پائی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادوں کی رفاقت اور تعلقات رہے اور اس طرح حضور علیہ السلام سے بھی متعارف اور آپ کی صحبت نصیب ہوتی رہی۔ ماسٹر صاحب مرحوم مولا تھے۔ پہلے تو کلرکی اختیار کی۔ پھر ٹیچر بن گئے۔ اور آپ کی قابلیت استعدادی کا اتنا شہرہ ہوا کہ کئی آریہ ہندو سکولوں کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ آپ اپنے رسوخ سے طلبا کی تعداد بڑھا دیتے سب کو پاس کرا دیتے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلہ میں کئی مباحثات پیش آئے سب میں فتح مندرہے مد مقابل پرچھا جاتے۔ آپ شاعر بھی تھے چنانچہ دیوان اشرف مطبوعہ موجود ہے۔ آپ نے اپنے سوانح بھی قلمبند کئے جن میں اکثر ایمان افروز واقعات ہیں۔ ہجرت کے بعد ربوہ چنیوٹ پہنچ گئے۔ یہاں اپنے سکول میں بھی تعلیم دیتے رہے آپ کچھ مدت بدر اخبار میں حضرت مفتی صاحب کے ساتھ بھی کام کرتے رہے۔ اپنے بیٹے احمد علی صاحب کے پاس چنیوٹ میں رہتے تھے۔ دو سال دمہ وغیرہ امراض میں گذرے آخر تبارنج ۷ ارجون اللہ کو پیارے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عنوان مضمون سے آپ کا سن وفات سنہ ۱۳۷۹ھ نکلتا ہے۔ آپ بوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور مغفرت کاملہ سے نوازے۔ آمین۔

(۲)

محترم میاں شیخ محمد صاحب قادیان کے قدیمی باشندے چشتی درسان صحابی بھی اسی مہینہ لاہور فوت ہو کر ربوہ دفن ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نواسے مولانا اسمٰعیل غزنوی بھی فوت ہوگئے۔ یہ جماعت اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ گو ان کا جماعت احمدیہ سے تعلق نہ تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین میں سے نہ تھے آپ ابتدا میں اکثر قادیان آتے اور پہلے خلافت ثانیہ میں کشمیریوں کی امداد میں بعض کام کیا حاجیوں کے لئے بھی کئی آسانیاں حاصل کیں۔ ابن سعود سے تعلق خاص تھا۔

(اکمل عفا اللہ عنہ)

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ صدقات کی رقوم بھی محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جانی چاہئیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

تحریک چندہ درویش فنڈ کی فہرست وصولی

وعدوں اور وصولی کو تیز کرنے کی ضرورت ہے!

چندہ درویش فنڈ کی تحریک کے متعلق وعدوں کے فارم تمام جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے وعدوں کی اطلاعات مرکز میں بھجوانے کے متعلق تحریر کیا جا چکا ہے۔ لیکن سوائے چند ایک جماعتوں اور انفرادی وعدوں کے تاحال اکثر جماعتوں کی طرف سے اس تحریک میں وعدوں کا انتظار ہے لہذا جن جماعتوں کے وعدے تاحال ارسال نہیں کئے گئے وہاں کے دوستوں اور بالخصوص عہدہ داران مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ فوری توجہ فرمائیں۔ اور جماعت کے ہر فرد سے اس بابرکت تحریک میں حسب توفیق زیادہ سے زیادہ وعدے حاصل کر کے اطلاع دیں نیز جو دوست نقد ادائیگی کر سکیں ان کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں۔

ماہ مئی اور جون میں درویش فنڈ کی تحریک میں جن دوستوں کی طرف سے عطیہ جات موصول ہوئے ہیں۔ ان کی فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کے مال و جان میں برکت ڈالے۔ اور انہیں اپنے فضلوں سے نوازے آمین

چونکہ نظارت ہذا کی طرف سے تحریک درویش فنڈ کے وعدوں اور وصولی کا اسم وار حساب رکھا جا رہا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال رقوم بھجواتے وقت وصولی کی اسم وار اطلاع بھی دیا کریں تاکہ نظارت ہذا میں اسم وار وصولی ریکارڈ کرنی ممکن ہو سکے۔ اور دعا کی فہرست میں بھی تمام ادائیگی کرنے والے احباب کے نام شائع کروائے جا سکیں۔

ذیل میں ان اصحاب کے نام مع تفصیل ادا شدہ رقوم درج کئے جاتے ہیں۔ جن کی طرف سے ماہ مئی و جون میں مد درویش فنڈ میں چندہ موصول ہوا۔

مکرم انیس الرحمن خان صاحب کیرنگ ۲/-
" محمد یوسف صاحب بھدرواہ ۴/۵۰
" سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۷/-
از سیکرٹری صاحب مال
جماعت احمدیہ شموگہ ۴۰/-
" پی احمد صاحب مرکرہ ۸۱/-
" مرزا امیر بیگ صاحب فیض آباد ۵۰/-
" ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب " ۵۰/-
" سیٹھ یوسف احمد اللہ دین صاحب
سکندر آباد ۱۱/-
" محمد احمد صاحب جمشید پور ۲۵/-
" محمود احمد صاحب تیماپور ۵/-
" عبد الحلیم صاحب ویلور ۱/-
از جماعت احمدیہ منارگھاٹ ۵/-
" شیخ حمید اللہ صاحب برائے مجلس مشاورت ۲/-

مکرم حاجی ایم شریف صاحب
کویت (بیرون ہند) ۲/۶۳
از نسیمن بی بی صاحبہ مرحوم منیالی ۲/-
از جماعت احمدیہ چک ایریچ ۲۸/-
" کے محمد کنجو صاحب کوٹا ماکارا
کرونا گاپلی ۱۰/-
" منیر احمد صاحب شموگہ ۲۵/-
از جماعت احمدیہ کاکا بن پونجہ
معرفت خادم حسین صاحب ۴/۵۰
" بی کے فخر الدین صاحب مرکرہ ۵/-
" بی۔ ایچ اسماعیل صاحب " ۳/-
" سید بشیر احمد صاحب کٹکی
کلکتہ ۴/-
جماعت احمدیہ جمشید پور ۱/۲۵

(ناظر بیت المال قادیان)

چندہ وقف جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کی سکیم جاری فرمائی کہ ایک طرف اندرون ملک میں نظام تبلیغ کو وسیع فرمایا ہے اور دوسری طرف ہمارے لئے قربانی کا ایک اور موقعہ پیدا فرمایا ہے۔ یہ تحریک ابھی ابتدائی حالت میں ہے لیکن باوجود ابتدا کے خدا تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی توجہ اور دعاؤں کے خوش کن نتائج نکل رہے ہیں اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا اچھا کام ہو رہا ہے۔ اس وقت مجلس وقف جدید کے ماتحت کچھ معلمین ہندوستان کے مختلف حصوں میں کام کر رہے ہیں۔ جماعت کی اصلاح اور روحانی و علمی ترقی کے علاوہ تبلیغ کا کام بھی کامیابی سے ہو رہا ہے۔ وقف جدید کا چندہ بہت معمولی یعنی کم از کم آٹھ آنہ ماہوار یا چھ روپیہ سالانہ ہے جو مخلصین کیلئے کوئی خاص بوجھ نہیں ہے۔ احباب اس معمولی قربانی سے اس عظیم الشان تحریک کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ لہذا احباب سے التماس ہے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور دوسرے احباب کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کی تحریک فرمائیں۔ (باقی)

سفر حج سے مراجعت

رانچی ۵ار جون۔ محترم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی و ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ رانچی سے بیس میل دور رانچی روڈ ریلوے سٹیشن پر آپ کا خاص استقبال کیا گیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ ریلوے سٹیشن سے بجانب کار پر ایک قافلہ کی صورت میں محترم سید صاحب کی معیت میں سب دوست رانچی پہونچے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اس فریضہ کی ادائیگی سید صاحب موصوف آپ کے خاندان اور جماعت کے لئے فضل و برکت کا موجب ہو۔ آمین۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم رانچی

وعدہ پورا کرنے کیلئے یاد دہانی کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں ایسے چندے کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ بجٹ تو لکھ دیا جائے اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو۔ یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہو۔

تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت، ایک نیا خلوص اور ایک ...... نیا ایمان پیدا کرے گا اور تمہاری جیبیں خدا تعالیٰ کے حضور زیادہ کریں گی اور پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے تمہارے روپیہ کو بڑھا دے گا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا زمیندار سے بدبخت نہیں ہو سکتا جو چند سیر دانے زمین میں ڈالتا ہے کئی سیر اس میں غلہ کما لیتا ہے۔ اگر وہ دنیا کی خاطر چند دانے ڈال کر زیادہ کما لیتا ہے تو دین کی خاطر خرچ کرنے والا کب گھاٹے میں رہ سکتا ہے۔"

حضور کا مندرجہ بالا ارشاد پیش نظر رکھتے ہوئے وہ احباب جنہوں نے ابھی تک اپنا چندہ تحریک جدید ادا نہیں کیا اور جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے۔ وہ جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تحریک جدید کے سال رواں کے سات ماہ گذر چکے ہیں اور صرف پانچ ماہ باقی رہ گئے ہیں اور ابھی بہت سے احباب نے اپنا چندہ سو فیصدی ادا نہیں کیا۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران مال اور مبلغین کرام اس طرف پوری توجہ فرما دیں گے اور کوشش کریں گے کہ ان کی جماعت کا چندہ تحریک جدید جلد از جلد سو فی صدی ادا ہو جائے اور یاد دہانیوں کی ضرورت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

تشخیص بجٹ زکوٰۃ از حد ضروری ہے

دوست توجہ فرمائیں

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت کے متعلق متعدد بار احباب جماعت کو نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ اخبار بدر اور سرکولر تحریک توجہ دلائی جا رہی ہے۔ لیکن ابھی تک بہت کم جماعتوں نے کما حقہ اس کی طرف توجہ کی ہے۔

دوران سال میں متوقع بجٹ آمد زکوٰۃ معین کرنے کی غرض سے سال رواں میں جملہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کے نام مطبوعہ جوابی کارڈ ارسال کئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب افراد کے کوائف تحریر کر کے بھجوائیں چونکہ صاحب نصاب افراد کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی ایک شرعی فریضہ ہے جس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ایک مسلمان خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ٹھہرتا ہے۔ اس لئے جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے ذمہ واجب الادا زکوٰۃ کی رقوم کی اطلاع ارسال کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ دیگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں اس شرعی فریضہ ادائیگی کا پورا احساس کر کے اپنی اپنی جگہ محاسبہ کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر گردوں سے ...

بقیہ ... ناظر بیت المال قادیان

بلا عہدیداران جماعت خاص طور پر اس تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے مستعد ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے آپ کی مساعی کو بار آور بنائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان۔

خبریں

جنیوا ۲۷ جون۔ روس نے آج اعلان کیا کہ وہ ہتھیاروں کی کمی کے متعلق ۱۰ ملکوں کی کانفرنس میں مزید کوئی حصہ نہ لے گا۔ کانفرنس میں جو دیگر کمیونسٹ ملک شریک ہیں وہ بھی الگ ہو جائیں گے۔ آج جب کانفرنس شروع ہوئی تو روسی نمائندے مسٹر زارین نے کہا کہ کانفرنس میں غیر معمولی اور ناپسندیدہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے کیونکہ مغربی ملکوں کے نمائندے روسی تجاویز کے مقابلہ میں ثانوی اہمیت کے دلائل پیش کر رہے ہیں۔ روسی سرکار کا یہ نظریہ ہے کہ تخفیف اسلحہ سے متعلق اتحادی سبھا میں بحث زیادہ فائدہ مند رہے گی۔ اس لئے روس دس ملکوں کی کانفرنس سے الگ ہو جانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ملکوں نے تام اور مکمل تخفیف اسلحہ کے متعلق اتحادی سبھا کی جنرل اسمبلی کے ریزولیوشن کو عملی جامہ پہنانے کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی۔

چنڈی گڑھ ۲۷ جون۔ پتہ چلا ہے کہ مرکزی سرکار نے دریائے بیاس پر تکیریں کے قریب سرمیع پونگ میں ڈیم تعمیر کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ اس پر ۸۰ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اور یہ ایشیا میں سب سے بڑی مٹی کا بند ہوگا۔ جو پانی ذخیرہ کیا جائے گا وہ راجستھان نہر پر پانی کی مستقل سپلائی جاری رکھنے کیلئے ہوگا۔ راجستھان نہر ہریکے سے نکلتی ہے۔ اور اس کے علاوہ مرکز نے دریائے بیاس سے فالتو پانی اچھا کرنے کی گوبند ساگر جھیل پر ڈالنے کے پراجیکٹ کی منظوری دیدی ہے۔ اس طرح بھاکڑہ میں مزید بجلی پیدا ہوسکیگی اور آب پاشی کے لئے مزید پانی ملیگا۔ بیاس کا فالتو پانی ایک سرنگ کے ذریعہ بھاکڑہ میں ڈالا جائے گا۔ دریائے بیاس پر تکیری کے مقام پر بھی بند کی تجویز تھی مگر اسے ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ سکیم زلزلہ کے امکانی علاقہ میں ہے۔

سجے پور ۲۷ جون۔ دھولپور سب ڈویژن کے ۱۷ اساتذہ (جوان سنگھی نالی نے کل شام پیش رات ...

ہم نہیں ہری۔ ناگاؤں کا مسئلہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے۔ ... چاہئے کہ ... کرنے ہم اپنی پالیسی تبدیل نہیں کریں گے۔

۵۰ میل دور درگاپور سے ایک راکٹ خلا میں چھوڑا گیا۔ جس کا وزن ۱۲ پونڈ تھا اور ۳۴ انچ لمبا تھا۔ یہ راکٹ بمبئی کے مسٹری سکھا ڈیا نے مہاراجہ ... دیگر وزراء اور بھاری ہجوم کی موجودگی میں چھوڑا گیا۔ یہ زوردار دھماکہ سے اوپر گیا اور اپنے پیچھے دھوئیں کی لکیر چھوڑ گیا۔ سنگل لال نے بتایا کہ راکٹ میں ایسی مشینری لگائی گئی ہے جس سے وہ ۴۰ میل کی بلندی تک جائیگا جب راکٹ چلایا گیا تو وہ ۱۰ من وزنی چبوترہ بھی ۲۰ فٹ کی بلندی تک اپنے ساتھ لے گیا جہاں سے وہ راکٹ سے الگ ہو گیا۔ اور راکٹ تیزی کے ساتھ چلا گیا۔ اس کا خیال ہے کہ راکٹ کم از کم پندرہ میل کی بلندی تک ضرور گیا ہوگا۔ سنگل لال نے گذشتہ سال آگرہ سکول سے دسویں جماعت پاس کی تھی۔ لیکن اس نے مطالعہ مکمل کرنے سے پہلے ہی راکٹ تیار کرنے اور چلانے میں غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ بمبئی مسٹری شری سکھا ڈیا نے اسے بڑے اور زیادہ زوردار راکٹوں کے تجربہ کیلئے ماہرانہ مالی امداد کا یقین دلایا ہے۔

ماسکو ۲۷ جون۔ بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بحیرہ اسود کے صحت افزا ساحلی مقام سوچی پہنچ گئے ہیں۔ آپ آج سویرے بذریعہ ہوائی جہاز کیف سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ دو دن ٹھہرے۔ کیف میں یوکرین کے صدر کی طرف سے منعقدہ تقریب میں آپ نے یوکرین کے عوام، یوکرین سرکار اور عالمی امن کے نام پیغام تجویز کئے۔ آپ نے کہا کہ ہم مالی منفعت کی خاطر روس سے دوستی استوار نہیں کر رہے۔ بلکہ اس لئے دوستی قائم کر رہے ہیں کہ یہ دوستی عالمی امن کے قیام کے لئے اہم عنصر ہے اور رہے گی۔

لندن ۲۷ جون۔ بھارت کے وزیر دفاع شری کرشنا مینن نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بھارت سرکار نے آسام میں ناگا قبائل کو دبانے کیلئے ان کے خلاف ابھی تک کوئی سخت کارروائی نہیں کی البتہ ... میں چند غدار ناگا پر امن زندگی بسر کرنیکے حامی ناگاؤں کو تنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے ان علاقہ میں فوج تعینات ہے جو امن پسند ناگاؤں کی حفاظت کیلئے سول افسران کی مدد کر رہی ہے۔ آپ غدار ناگا لیڈر فیزو کے ایک بیان پر تبصرہ کر رہے تھے جس نے کہا تھا کہ بھارت سرکار ناگاؤں پر بڑی سختی کر رہی ہے آپ نے کہا کہ ریڈ کراس میں کوئی رکاوٹ نہیں ...

بعض افسران کی قادیان میں آمد

قادیان مورخہ ۲۴ جون آج قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت اور ملاقات کے لئے شری شمشیر چند صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم بٹالہ اور چوہدری رنجیت سنگھ صاحب سود ایڈیشنل جج پٹھانکوٹ وبٹالہ تشریف لائے۔ ان دونوں معززین نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ دفاتر سلسلہ میں بھی تشریف لائے۔ جماعت کے ذمہ دار احباب سے ملاقات کی۔ ان کو سلسلہ کے حالات اور تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ اور ضروری لٹریچر پیش کیا گیا۔

چھ بجے بعد دوپہر ایس۔ پی گورداسپور جناب کنور رندیپ سنگھ صاحب اور ڈی ایس۔ پی بٹالہ میاں شوپال دت صاحب پولیس چوکی قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ جماعت کی طرف سے مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اور مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال نے ان سے ملاقات کی۔ اس موقعہ پر شہر کے بعض دیگر معززین بھی موجود تھے۔ جناب ایس۔ پی صاحب نے احباب جماعت اور شہر کے حالات اور خیریت دریافت کی۔ اور ضروری معائنہ کے بعد مع ڈی۔ ایس۔ پی واپس تشریف لے گئے۔ (نامہ نگار)

علاقہ جموں و پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(بقیہ صفحہ اول)

غیر ممکن امر ہے۔ آپ نے با دلائل یہ بات واضح کی کہ اسلامی تعلیمات ہی امن عالم کی ضمانت پیش کرتی ہیں۔ آپ کی یہ عالمانہ تقریر برابر ۲½ گھنٹے جاری رہی۔ جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے اور یہ جلسہ بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔

ٹانکسندر سے ۱۴ میل دور قصبہ منڈی کے حضرات باشندگان نے بھی مکرم ایتی صاحب کی تشریف آوری کا ذکر کیا تھا۔ چنانچہ ان کی خواہش پر ۱۶ جون صبح ۹ بجے حضرت ایتی صاحب بازار محمد یوسف صاحب و مکرم محمد سعید صاحب مبلغ کے ہمراہ منڈی تشریف لے گئے۔ جہاں حکیم غلام محمد صاحب عطار کی مساعی سے سیرت النبی صلعم کے عنوان پر مکرم ایتی صاحب نے بھرے جلسہ میں تقریر کی۔ جس میں صحابہ کرام رض کی بے نظیر قربانیوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اور سامعین کو حقیقی اسلام کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کی۔ حکیم غلام محمد صاحب عطار منڈی کے رئیس اور ایک بے ضرر انسان ہیں۔ اسلامی تبلیغ اور خدمت خلق کے شائقین ہیں۔ شام کو ایتی صاحب منڈی میں ہی مقیم رہے۔ اور خواجہ غلام محمد صاحب کے میزبان بنے حقوق ادا فرمائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اگلے روز جمعہ تھا اور پونچھ میں احباب جماعت مکرم ایتی صاحب کے منتظر تھے اسلئے صبح پانچ بجے مع رفقاء آپ پونچھ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور شدید دھوپ میں ۱½۱۱ بجے یہاں پہنچ گئے۔ اگرچہ غیر معمولی دھوپ میں سفر کرنے سے آپ کو بخار ہو گیا۔ تاہم آپ نے معمول کے مطابق خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔

شائع شدہ پروگرام کے مطابق دوسرے روز ایتی صاحب نے سرنکوٹ جانا تھا مگر طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکے۔ اور ۱۹ جون کو صبح ... بجے مع رفقاء سفر سرنکوٹ تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے پونچھ میں اس دورہ کا اچھا اثر ہوا بلکہ پونچھ کے سنجیدہ طبقہ کی کوشش ہے کہ ایتی صاحب کو عید میلاد کے موقعہ پر بھی بلایا جائے۔ منڈی والے غیر احمدی احباب الگ دعوت نامہ دینے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ ملاں نے ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر سنجیدہ مسلمانوں میں ایتی صاحب کی تقاریر سے جو بیداری پیدا ہوگئی ہے اس سے امید کی جاتی ہے کہ اس طبقہ کی سحر کاری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گی۔ اور سعید روحیں انشاء اللہ تعالیٰ حق کی طرف رجوع کریں گی۔

شکریہ احباب

آخر میں مسلمانان پونچھ خصوصاً خواجہ غلام فخرالدین صاحب ٹھیکیدار و خواجہ غلام محمد صاحب عطار منڈی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے موقعہ صاحب کی تقاریر کو کامیاب بنانے میں اسلامی جرأت کا ثبوت دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔